١١٩٦ ١١٨٧

الجمرة وجعول الاشقاص

انعام خریداران اصلاح

[illegible]

۱۸۹۶

الجمعة

من افادات محيي الشريعة ومروج الشريعة
قامع البدعة ظهير الملة والدين سيد المحققين
فخر العلماء الاعلمين مولانا السيد علي اظهر
دامت بركاته
على العالمين

اس سال میں مرتبہ

[illegible]

مع ضمیمہ

[illegible]

مطبع [illegible]

خرید کرده شد برای کتب خانهٔ وقف منصبیه مبارکه

در عهد تولیت حضور پر نور جناب عالی مآب در

مولوی سید محمد حسین صاحب شوق

[illegible] متولی وقف منصبیه مبارکه دام اقباله

قیمت [illegible]

الجمرة

من تصنیفات السید السند
والحبر المعتمد وحید العصر
فرید الدهر عماد السنة
قامع البدعة فخر الحکمة ظهیر
العلماء مولانا السید علی ظهیر
دامت برکاته وزادت افاداته

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین والہ الطیبین الطاہرین **اما بعد** اس رسالہ میں ہم صرف مسئلہ کلوخ کو بیان کرتے ہیں کہ وہ بدعت ہو **ذوالفقار حیدر** جلد چہارم سے یہ مسئلہ بھی علیحدہ کیا گیا۔ تاکہ اہل سنت کو عموماً اور اہل حدیث کو خصوصاً معلوم ہو کہ دعوائے اتباع سنت رسول میں کہاں تک وہ راست گو ہیں چونکہ رسالۃ الوضو نے عام طور پر بدعت مسئلہ غسل قدمین کا بہ ایجاد و اجتہاد خلیفہ دوم رائج ہونا ثابت کر دیا جس سے بعض حضرات نے مذہب حق کو قبول بھی کیا۔ لہذا

ان کی حق پسندی اور دعوے اتباع سنت سے امید قوی ہے کہ اس بدعت کو ترک کر کے سنت رسول اللہ پر عمل کرینگے جو مقدمۂ طہارت ہی اور بغیر طہارت نماز صحیح نہین جیسا کہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین۔

وسبب کونهما کبیرین ان عدم التنزه من البول یلزم منه بطلان الصلوٰة فترکها کبیرة بلاشک ص۱۴۱

یعنی کبیرہ ہونا اسکا اس سے ثابت ہی کہ بول سے احتراز نہ کرنا باعث بطلان نماز ہے تو اسکا ترک کرنا کبیرہ ہے بلاشک و ریب

اسلیے مین نے یہ رسالہ محض قربۃً للہ تحریر کیا تاکہ تمام مسلمانون کو معلوم ہو کہ **اصل سنت رسول طہارت بول** کے بارے مین یہی ہے کہ پانی کیسے اسکی طہارت کی جاے نہ کلوخ وغیرہ سے جو بدعت ہی۔ اس رسالہ کی غرض نہ سنی کو شیعہ بنانا ہی نہ حنفی کو اہل حدیث (وہابی) وغیرہ بلکہ یہ مقصود ہی کہ ہر فرقہ یا ہر شخص اپنے مذہب پر باقی رہ کر بھی اتباع سنت کر سکتا ہی جس سے علاوہ قومی اتحاد کے یہ فائدہ ہوگا کہ کتاب و سنت پر کچھ تو عمل ہو جاے۔ اور مخالفین اسلام کی نظرون مین معلوم ہو کہ کل مسلمان ایک شریعت کے پابند ہین اور خدا اور رسول واحد کے پیرو ہین۔ محض اسی خیال سے یہ رسالہ لکھا گیا کہ لوگ بدعت سے بچین اور سنت کے عامل ہون۔ کیونکہ نماز اہل حدیث کے یہان اصول دین مین داخل ہی اور وہ بغیر طہارت ہو نہین سکتی۔ لہذا کل مسلمانو نپر فرض ہی کہ وہ سنت کی پیروی کرین اور بدعت سے جو ضلالت ہی پرہیز کرین اسلیے محض انھین کتابون سے استدلال کیا جاے گا جو تمامی اہل سنت کے یہان نہایت صحیح و مستند مانی جاتی ہین اور کسی کو اُسکے اعتبار و اعتماد مین عذر نہین ہو سکتا۔

ہم جب ان مسائل پر نظر ڈالتے ہین جنمین دو اسلامی فریق حنفی۔ وہابی لڑتے مرتے ہین عدالتون تک جاتے ہین تو سخت حیرت ہوتی ہی کہ ان مسائل مین

کیون اسقدر کج بحثیان ہو رہی ہین مثل رفع یدین۔ امین بالجہر وغیرہ کے جو محض مہمل ہین۔ یا نماز مین ٹخنون کے چھپانے اور نہ چھپانے مین لڑتے ہین یا یہ کہ عیدین کی نماز صحرا مین ہونی چاہیے یا مسجد مین۔ اور ایسے مسائل سے کوئی بحث نہین کرتا جسکے بغیر روزہ نماز حج وغیرہ سب باطل ہو یعنی طہارت جسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ہو کر بغیر اُسکے نہ آمین بالجہر والون کی نماز درست ہوسکتی ہے نہ آمین بالاخفات والون کی نہ رفع یدین کرنیوالونکی نماز صحیح ہوسکتی ہے نہ اُسکے مخالف کی۔

افسوس طہارت ایسے عظیم الشان مسئلہ سے یون چشم پوشی کیجاے اور کسیکو اسکا خیال نہو حالانکہ خداوند عالم اسقدر اس بارے مین تاکید فرماتا ہے کہین تو فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین فرماتا ہے اور کہین ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسئلہ طہارت کیسا اہم اور ضروری ہے جسکے بارے مین اسقدر تاکیدین خود خداوند عالم فرماتا ہے۔ اور تمامی علما و محدثین و فقہانے شریعت کی کتابون مین اسی کو مقدم رکھا ہے مگر افسوس کہ اہل سنت کے طرز عمل سے اس طرح کی بے پروائی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ فریقین (حنفی و وہابی) کے معرکہ کارزار مین کبھی ان بحثون کو آتے نہ دیکھین گے۔ اسلیے مین نے عام طور پر فریقین کو مخاطب بنانا چاہا کہ شاید اُنکی ضرورت محسوس ہو اور طہارت کا خیال آے کہ اس مین اتباع سنت ضروری ہے کیونکہ خدانے مشرکون کو نجس فرماکر اس طرح علحدہ کیا کہ کسی طرح ان کے طہارت کی بغیر قبول اسلام امید ہی نہین کی جاسکتی۔ اب اگر مسلمان لوگ بھی پابند طہارت نہ ہون گے تو مس قرآن کیونکر کرسکتے ہین جس کے بارے مین فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون۔ پھر اس طہارت ہمہ نجاست کے ساتھ اگر مس قرآن کیا تو گنہگار ہوے۔ اور

نماز پڑھائی تو اور بھی خطا کار۔

پہلے ہم کو نہایت افسوس سے یہ دکھانا پڑتا ہے کہ اس کلوخ مین اہلسنت تمامتر سنت کے خلاف بلکہ بدعت کے مطابق عمل کرتے ہین حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین ایک خاص رسالہ لکھتے ہین۔ جس مین خلیفۂ دوم کے مذہب خاص اور اجتہادات خاصہ کو جمع کرتے ہین اس مین رقم طراز ہین۔

مذهب ابی بکر عن یسار بن نمیر کان عمر اذا بال مسح ذکره بحایط او بحجر ولم یمسه بماء قلت اجمع علی ذلک علماء اهل السنة ولیس فیها حدیث مرفوع وانما هو مذهب عمر قیاسا علی الاستنجاء من الغائط اطبق علی تفضیله العلماء ص۲۹۵ مقصد۔

یعنی ابوبکر نے یسار ابن نمیر سے روایت کی ہے کہ عمر جس وقت پیشاب کرتے تھے تو مسح کرتے تھے اپنے ذکر کو کبھی دیوار سے یا پتھر سے اور اوسکو پانی سے نہین دھوتے تھے شاہ صاحب کہتے ہین کہ اسپر اجماع کیا ہے علماے اہل سنت نے حالانکہ اس بارے مین ہرگز ہرگز کوئی حدیث مرفوع نہین ہے یہ فقط مذہب عمر ہے بنا بر قیاس استنجا من الغائط کے اور کلوخ لینے پر اتفاق کیا ہے بالاطباق تمام علما نے اس عبارت پر بطور فائدہ لکھا ہے **استنجا بکلوخ بعد پیشاب سنت عمر است**

اور مولوی عبدالحی صاحب حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین۔

واما فی البول فالغسل بالماء ثابت بهذه الروایة واما استعمال الحجر فیه فلم اطلع علی حدیث صریح یدل علیه ان النبی فعله

نعم ثبت ذلک صریحا عن عمر انه کان یبول ویمسح ذکره بحجر او تراب لم یمسه الماء اخرجه عبدالرزاق فی مصنفه وابو نعیم فی الحلیة والطبرانی فی الاوسط یعنی پیشاب کی طہارت پانی سے تو اس روایت سے

ثابت ہے مگر کلوخ لینا حضرت کا کسی حدیث صریح سے نہین معلوم ہوتا کہ حضرت نے کبھی کلوخ لیا ہو۔ پھر لکھتے ہین ہان فعل عمر سے البتہ بصراحت ثابت ہو کہ وہ جب پیشاب کرتے تو پتھر یا خاک سے پونچھ ڈالتے اور پانی سے نہین طہارت کرتے جیسا کہ مصنف عبد الرزاق حلیۃ الاولیا ابو نعیم و اوسط طبرانی مین مذکور ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت باالتفاق سنت عمری کے عامل ہین اور اس مادہ مین کوئی حدیث نہین ہے اسپر بھی دعوائے عمل بر سنت رسول موجب حیرت فحول ہو اب نہ معلوم کہ اسکو بھی احداث یعنی بدعت فی الدین کہین گے یا نہین کہ صریح خلاف کتاب و سنت رسول ہے اور غالبا اسکے بدعت اور قابل شمار ہونے مین بھی کوئی عذر نہو کیونکہ حدیث حذیفہ سے معلوم ہے کہ تین سو آدمی اگر اس بدعت کی پیروی کرین تو قابل شمار ہے اور اس بدعت کے تابع و مقلد تو تمامی اہل سنت ہین۔

اگرچہ اس تصریح کے بعد اسکی ضرورت نہین کہ ہم اس فعل کے جواز و عدم جواز کی بحث کرین کیونکہ باتفاق تمامی اہل اسلام مسلم ہے کہ خدا و رسول کے سوا بلکہ بجز خدا وند عالم کسی کو احکام تشریعی مین دخل نہین نہ کسی کے حکم پر کوئی عمل کر سکتا ہے۔ پھر صرف اجتہاد یا قیاس یا مذہب عمری پر کوئی مسلمان کیونکر عمل کر سکتا ہے حالانکہ تمام نصوص صریحہ سنت رسول کی ہمارے پاس موجود ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا طرز عمل اس بارے مین کیا تھا۔ اسکے برخلاف سنت عمری پر عمل کرنا کیونکر جائز ہے پہلی تفسیر آیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین ملاحظہ ہو معالم التنزیل مین ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی ص قال نزلت ہذہ الایۃ فی اہل قبا فیہ رجال یحبون ان یتطہروا

ف ذوالفقار حیدر جلد ثانی ذنالث ملاحظہ ہو۔ ف ملاحظہ ہو رسالہ الوضو ۱۲

قال عطا نوا يستنجون بالماء نزلت فيهم الآیہ - ابوہریرہ سے روایت ہی
رسول اللہ سے کہ یہ آیت نازل ہوئی اہل قبا کی تعریف مین وہ لوگ استنجار
کرتے تھے پانی سے قال عطا کانوا یستنجون بالماء ولا ینامون اللیل
علی جنابۃ - کہا عطا نے کہ وہ لوگ استنجار کرتے تھے پانی سے اور حالت
جنابت مین شب کو نہ سوتے تھے جب تک غسل نہ کرلین صـ۳۱
اور تفسیر آیۂ واذ ابتلی ابراهیم ربہ بکلمات فاتمهن مین لکھا ہے
قال طاوس عن ابن عباس ابتلاه الله بعشرة اشیاء وھی الفطرہ
خمس فی الراس قص الشارب والمضمضہ والاستنشاق والسواک وفرق الراس وخمس
فی البدن تقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانہ والختان والاستنجاء بالماء صـ٤٤
طاوس ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ خدا نے حضرت ابراہیم کی آزمائش
لی دس چیزون مین جو مطابق فطرت ہین شارب ترشوانا مضمضہ کرنا ناک
مین پانی دینا مسواک کرنا - سر کے بالون کا جدا کرنا (مانگ نکالنا) اور پانچ
چیزین تمام بدن مین ہین ناخون ترشوانا - بغل کے بالون کا صاف کرنا
حلق عانہ - ختنہ کرنا - آبدست لینا پانی سے - ان آیتون سے اتنا تو بالیقین
ثابت ہوا کہ خداوند عالم اُن لوگون کی مدح و ثنا کر رہا ہے اور اپنی محبت
ظاہر کرتا ہو اُنسے جو پانی سے استنجا کرتے ہین -
تو اب کون مسلمان ہوگا جو ایسی نہ خواہش کریگا کہ ہم بھی ایسی طہارت کے
پابند ہون جس سے حبیب خدا بن سکین اور وہ طہارت یہی پانی والی ہی پاخانہ
اور پیشاب مین علامہ شیخ علی دوہ کتاب محاضرات الاوائل والاواخر
مین تاریخ القدس سے ناقل ہین اول من استنجی بالماء ونتف الابط
ابراهیم صـ۵ کہ سب سے پہلے جنے پانی سے استنجا کیا وہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام ہین تو اب کونی مسلمان اُس سنت ابراہیمی سے کیونکر عدول
کرسکتا ہی جسکی تجدید کی سنت محمدی نے اور خداوند عالم فرماتا ہی ومن

یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه پس باوجود ملاحظہ ان آیات و احادیث صریحہ کے اس سے مخالفت کرنا اور سنت عمری پر عمل کرنا کیا حکم من سفہ نفسہ میں نہیں داخل ہوگا۔ اب اسکے بعد وہ روایتیں ملاحظہ ہوں جن سے معلوم ہو کہ طہارت بول (پیشاب) کے بارے میں کسقدر تاکید ہے اور عذاب قبر زیادہ تر اسی سبب ہوتا ہے کہ لوگ پیشاب سے احتراز نہیں کرتے صحیح بخاری میں ہی باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله حدثنا عثمان قال ثنا جریر عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر النبیؐ بحایط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین یعذبان

فی قبورهما فقال النبی یعذبان
فی کبیر ثم قال بلی کان احدهما
لا یستتر من بوله وکان الآخر
یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة
فکسرها کسرتین فوضع علی کل
قبر منهما کسرة فقیل له یا
رسول الله لم فعلت هذا قال
لعله ان یخفف عنهما ما لم
تیبسا ص۱۵۹
ایضا باب ما جاء فی غسل البول ص۳۴
ایضا باب ص۱۶۰

ابن عباس سے روایت ہے کہ گذر ہوا رسول اللہ کا ایک باغ خرما میں بیچ مدینہ سے اور سنی آواز دو آدمیوں کی جنپر عذاب ہو رہا تھا انکی قبروں میں تو فرمایا حضرت نے دونوں عذاب کیے جا رہے ہیں۔ اور نہیں عذاب ہوتا ہے اُنپر کسی بڑے امر میں پھر کہا ہاں ایک ان دونوں سے نہیں پرہیز کرتا تھا اپنے بول سے - اور دوسرا چغلی کھاتا تھا پھر منگائی ایک ڈالی تر خرما کی اور اُسکو دو ٹکڑے کرکے دونوں قبروں پر رکھدیا پس کہا کسی نے کیوں ایسا کیا یا رسول اللہ تو فرمایا شاید کم کردیا جائے عذاب اُن دونوں کا جبتک یہ دونوں لکڑی خشک نہ ہو جائیں۔

اسکی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں جسکا خلاصہ بقدر ضرورت عرض کیا جاتا ہے

اعمش کی روایت مین ہی جو بقبرین اور ماجہ مین ہی جدیدین (دونون قبرین
تازہ تھین) ابن بطال نے استدلال کیا ہی کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ
عذاب صرف گناہ کبیرہ ہی سے نہین بلکہ گناہ صغیرہ پر بھی عذاب ہوتا ہے
کیونکہ بول سے احتراز کرنے کے بارے مین کوئی حدیث (خوف دلانے کی)
اسکے پہلے نہین وارد ہوئی تھی (تو کیا اسکے قبل جتنی آیتون مین حکم طہارت مذکور
ہے اسکی تعلیم رسول اللہ نے نہین کی تھی) اور اسمین بھی اختلاف ہی کہ
حضرت نے جو فرمایا وانہ لکبیر تو اس سے کیا مراد ہے ابو عبد الملک
یون کہتا ہے کہ ممکن ہے حضرت نے اسکو پہلے گناہ کبیرہ نہ سمجھا ہو بعد
اسکے وحی نازل ہوئی کہ یہ کبیرہ ہے۔ لہذا اسکی تلافی کی کہ جلدی کیا (اچھی
قدردانی علم رسول ہے) (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہ لکبیر کی ضمیر عذاب
کی طرف پھرتی ہو جیسا کہ صحیح ابن حبان مین ہے حدیث ابو ہریرہ سے
کہ ان دونون پر عذاب شدید ہوتا تھا ہلکے گناہ مین (۳) یہ بھی ہو سکتا ہی
کہ ضمیر نمیمہ کی طرف پھرتی ہو جو دونون گناہون سے ایک گناہ ہے اور
وہ کبیرہ ہے بخلاف کشف عورت کے (جسکے مطلب یہ ہوے کہ بول سے
پرہیز نہ کرنے پر عذاب نہین تھا بلکہ نمیمہ پر عذاب ہوتا تھا۔ حالانکہ حضرت
بتصریح فرماتے ہین بلی کان احدھما لا یستتر من بولہ یعنی
ایک ان دونون سے جنپر عذاب ہو رہا ہے پیشاب سے احتراز نہین کرتا تھا
بہر حال خود حافظ ابن حجر اس احتمال کو رد کرتے ہین) (۴) داودی و ابن عربی
نے کہا ہی کہ حضرت نے جو اسکے کبیرہ ہونے کی پہلے نفی کی تو مراد اس سے
یہ ہی کہ اکبر کبائر سے نہین ہے مثل قتل وغیرہ کے اگرچہ خود فی الجملہ
کبیرہ ہے (۵) یہ کہ بصورت ظاہری وہ کبیرہ نہین ہے۔ مگر گناہ کی حیثیت
سے کبیرہ ہے (۶) یہ کہ ان لوگون کے نزدیک (جنپر عذاب ہو رہا ہے)
یا مخاطبین کے نزدیک وہ کبیرہ نہین ہے مگر خدا کے یہان کبیرہ ہے

جیسا کہ خدا نے فرمایا وتحسبونہ هینا وهو عند الله عظیم (وہ لوگ اُسے ہلکا گمان کرتے ہین حالانکہ خدا کے نزدیک وہ عظیم ہے) یہ مراد ہے کہ پیشاب سے احتراز کرنا اور پرہیز کرنا کچھ بڑی بات نہ تھی اگر کوئی مشقت ہوتی ہو (بلکہ بہت آسان ہے اسپر بھی اسکا خیال نہ کیا) بغوی وغیرہ نے اسی احتمال کو یقینی کہا ہے اور ابن دقیق العید وغیرہ نے اسکو ترجیح دیا ہے (۲) یہ بھی محتمل ہے کہ اسکے کبیرہ ہونے کی نفی اسوجہ سے کی کہ صرف پرہیز نکرنا بول سے کبیرہ نہین ہے۔ مگر اسپر اصرار اور مواظبہ کرنا البتہ کبیرہ ہے چنانچہ اسکی تائید بھی خود ان روایتون سے ہوتی ہے جن سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ اُن لوگون کو یہی عادت تھی تمام ہوا ترجمہ ابن حجر بقدر ضرورت۔

اِن اختلافات کی نقل سے ہمارا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اہل سنت کو معلوم ہو کہ نجاست بول سے پرہیز نکرنا باعتراف انکے علما کے گناہ کبیرہ ہے خواہ بوجہ اسکا علم ہو یا ان مردون کے اور مخاطبین کے اعتقاد مین وہ گناہ کبیرہ نہو۔ حضرت عمر نے اسکو ایسا خفیف بنایا کہ اب کوئی شخص اسکو گناہ صغیرہ بھی نہین جانتا چہ جائیکہ کوئی گناہ کبیرہ سمجھے۔

پھر لکھتے ہین "اکثر روایتون مین لا یستتر ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ وہ اپنے اور بول کے درمیان مین ستر نہین کرتا تھا یعنی پرہیز نہین کرتا تھا اس صورت مین وہ روایت بھی اسکے مطابق ہو جائیگی جس مین لا یستنزہ ہے کیونکہ تنزہ کے معنی دوری کے ہین اور روایت ابن عساکر مین لا یستبری ہے استبرا سے کہا ابن دقیق العید نے کہ سیاق حدیث دلالت کرتا ہے اسپر کہ بول کو عذاب قبر سے خاص لگاؤ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حدیث کے فقرہ لا یستتر سے کشف عورت نہین مراد ہے کیونکہ صحیح ابن خزیمہ مین ہے ابوہریرہ سے کہ اکثر عذاب قبر

بوجہ پیشاب کے ہے یعنی بہ سبب بے احتیاطی اور پرہیز کرنے کے پیشاب سے چنانچہ ابو بکرہ کی روایت کہ ایک ان مین سے پیشاب کے بارے مین عذاب کیا جاتا تھا۔ اسی کی موید ہے جیسا کہ امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کی اور طبرانی نے بھی مثل اسکی انس سے روایت کی ہے۔ افسوس ہے کہ ان شارحین نے یہ نہ لکھا کہ وہ کس طرح کی بے احتیاطی کرتے تھے جس سے انپر عذاب قبر ہوا کیونکہ یہ تو ہو نہین سکتا وہ صحابی اس پیشاب کو پاک سمجھتے ہون تا ہم بھی نجاست[ؐ] ضروری دین سے ہے جسکا منکر کافر ہے اور وہ لوگ ایک زمانہ تک صحبت رسول سے مستفید ہوتے رہے کیونکہ ایک راوی اس روایت کے حضرت ابو ہریرہ بھی ہین جو سنہ کے بعد ایمان لائے۔ لہذا یہ گمان تو ہو نہین سکتا کہ وہ مطلقاً اسکی طہارت نہ کرتے ہون چنانچہ الفاظ حدیث بھی اسپر دال ہین۔ تو ضرور ہوا کہ ان لوگون کی طہارت ایسی ہوگی کہ مطابق مذہب حضرت عمر کا رخ لیتے ہون اور یہی باعث عذاب قبر ہوا کیونکہ یہ طہارت مطابق شریعت نہ تھی

اسکے بعد اس جملہ کی شرح ہین کہ حضرت نے درخت خرما کی تر ڈالی منگا کر دونون قبر و نپر رکھ دی لکھتے ہین[۱] اور جو کچھ مسلم نے جابر سے اس بارے مین روایت کی ہے ایک طولانی حدیث مین کہ جابر ہی دونون ڈالیان کاٹ لائے۔ تو یہ دوسرا واقعہ ہے کیونکہ اولاً بخاری والی روایت کا قصہ خاص مدینہ کا ہے کہ بہت سے صحابہ حضرت کے ساتھ تھے۔ اور مسلم والی روایت سفر سے متعلق ہے کہ حضرت پاخانہ تشریف لے جاتے تھے اور جابر ساتھ تھے۔

سلہ دیکھو روضہ ندیہ ۱۲ سلہ اس تقریر کی وجہ یہ ہو کہ بخاری مسلم کی حدیثون مین اختلاف تھا اسلیے یہ تقریر کی گئی کہ دونون حدیث صحیح ہو ۱۲ منہ

ثانیاً بخاری والی روایت مین یہ ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کرکے دونون
قبرون مین گاڑدیا بخلاف روایت مسلم کہ اسمین حضرت نے جابر کو حکم دیا کہ اُن
دونون درختون کی دو ڈالیان کاٹ لائین جنکی آڑ مین حضرت قضائے حاجت
کیلیے بیٹھے تھے اسکے بعد جابر کو حکم دیا کہ داہنے بائین اُن ڈالیون کو ڈالدین
جہان حضرت بیٹھے ہوے تھے اسپر جابر نے سوال کیا تو حضرت نے فرمایا
میرا گذر دو قبرون پر ہوا جنپر عذاب ہو رہا تھا۔ لہذا مین نے چاہا کہ میری
شفاعت سے کچھ اُن کو تخفیف ہو جبتک دونون ڈالیان تر رہین پس
معلوم ہوا کہ دونون روایتین (بخاری و مسلم کی) دو واقعہ سے متعلق ہین
اور کوئی تعجب نہین کہ یہ قصہ چند مرتبہ ہوا ہو چنانچہ موید اسکی روایت صحیح
ابن حبان بھی ہے ابوہریرہ سے کہ حضرت کا گذر دو قبرون پر ہوا تو وہان
توقف کیا اور دو ڈالیان خرما کی منگوائین ایک کو سرہانے رکھا اور دوسری
کو پیر کی طرف تو اب یہ تیسرا قصہ ہوگا۔ اور موید اسکی روایت ابورافع بھی
ہے کہ حضرت نے دو ٹکڑے کرکے ایک سر کی طرف رکھا اور دوسرا پیر
کی طرف اور قصہ واحدی مین سے ہے (جس مین ایک ہی قبر کا ذکر ہے) کہ
حضرت نے ایک نصف کو سرہانے رکھا اور دوسرا نصف پیر کی طرف اور
قصہ اثنین مین ہے کہ ہر قبر پر ایک جریدہ رکھوایا۔

فقرہ ما لم ییبسا کی شرح مین لکھتے ہین کہا مازری نے ممکن ہے کہ
حضرت کو وحی معلوم ہوا ہو کہ جبتک وہ دونون خشک نہونگی تخفیف عذاب
رہیگی۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت نے اتنی مدت کے لیے شفاعت کی ہو
کہا خطابی نے کہ حضرت نے دعا کی ہوگی تخفیف کی جبتک تری
رہے نہ یہ کہ جریدہ کو کوئی خصوصیت ہو یا تر کو زیادہ خصوصیت بہ نسبت
خشک کے (یہ سب عقلی سکے ہین گویا فعل رسول عبث تھا اور یہ سب
اہتمام لغو تھا معاذ اللہ من ذلک) اور کہا گیا ہے کہ جب تک جریدہ مین

تری رہتی ہے تسبیح خدا کرتا ہے تو برکت تسبیح سے تخفیف عذاب ہوتا ہی
(نہ نفس جریدتین سے یہ صریح مخالفت نص رسول ہے اسیوجہ سے ابن حجر
فرماتے ہین) اگر یہ مانا جاے تو جتنے درخت ہین سب اسمین شریک ہین جو
تر ہونگے اور یہی حال ہی ان چیزون کا جن مین برکت ہے مثل ذکر تلاوت
قرآن کے تو اس سے بدرجہ اولی تخفیف عذاب ہوگا۔

کہا طیبی نے اسکی حکمت ہمکو معلوم نہین کیون تری رہنے سے عذاب نہوگا
جیسا کہ زبانیہ کی تعداد نہین معلوم۔

(درست نکر دنا جانب جانا ہی خطابی نے جریدتین کے رکھنے کو قبر پر بربنیاد
اس روایت کے (کیونکہ فعل رسول ہو)

کہا طرسوسی نے (وجہ استنکار ہین) اسوجہ سے کہ یہ برکت خاص تھی حضرت
کے ہاتھ کے ساتھ۔ کہا قاضی عیاض نے اسوجہ سے جریدتین کا رکھنا مستنکر
ہے کہ حضرت نے خبر غیب بیان کی کہ چونکہ انپر عذاب ہو رہا تھا اسوجہ سے
جریدتین گاڑ دی گئی۔ تو چونکہ یہ امر غیب سے متعلق تھا کہ حضرت کو معلوم ہوا لہذا
اب ایسا نہ کرنا چاہیے (کیا معلوم کہ اب عذاب ہوتا ہے یا نہین (قلت)
ابن حجر کہتے ہین کہ ہمارے اس نہ جاننے سے کہ عذاب ہوتا ہی یا نہین یہ
ضرور نہین ہے کہ وہ کام نہ کرین جس سے تخفیف عذاب ہو جیسا کہ حال
رحمت خدا نہ جاننے سے یہ نہین ہو سکتا کہ ہم دعاے رحمت نہ کرین اور نیز
سیاق روایت مین بھی یہ نہین ہے کہ حضرت نے یہ کام کیا ہو بلکہ محتمل ہے
کہ حضرت نے اسکا حکم دیا ہو۔ چنانچہ اسکی تاسی کی بریدہ بن حصیب صحابی
نے کہ وصیت کی اسکی کہ ان کی قبر پر دو جریدہ رکھا جاے جیسا کہ باب جنائز
مین مذکور ہوگا تو وہ زیادہ مستحق ہین اسکے کہ پیروی کیجاے انتہی صفحہ ۱۶۰

ان روایات اور اقوال سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہل سنت مین کسدر جہ دیانت
داری ہو اور خدا ترسی اور کسدرجہ اتباع سنت رسول ہے کہ حضرت تو اسدرجہ

اسمین تاکید فرمائین کہ ایک مرتبہ نہین بلکہ خود چند مرتبہ کر کے دکھائین۔ اور لوگون کو بتائین اور یہ حضرات اسکو خلاف عقل سمجھین اور قابل مضحکہ جانین اور صرف اسوجہ سے کہ اس کی حکمت اُن کی سمجھ مین نہین آتی اس سنت کو موقوف کردین۔ حالانکہ خود ناقل ہین کہ حضرت بریدہ بن حصیب صحابی نے اسکی وصیت کی مگر لوگ بمخالفت حکم رسول اسکو مستنکر اور ناجائز جانین **اس سے بڑھکر اتباع سنت رسول کی کیا دلیل ہوسکتی ہے۔**

افسوس کہ اُصول دین مین جہان اجتہاد واجب ہی یہ لوگ عقل کو اسدرجہ معطل کردیتے ہین کہ کوئی اسکو تمیز ہی نہین رہتی نہ کسی چیز کا اسکو حسن معلوم ہوتا ہے نہ قبح۔ اور عبادات مین جہان صرف تعبد درکار ہے وہان یہ لیت ولعل کیا جاے کہ اسکی حکمت نہین سمجھ مین آتی مصلحت اسکی نہین معلوم ہوتی۔ لہذا اسکو ترک کرنا چاہیے اور تقبیح و مستنکر سمجھنا چاہیے ایسے بدعی ہین اتباع سنت کے حالانکہ امام نودی شرح صحیح مسلم مین اسی جریدتین کے بارے مین لکھتے ہین واذا کان العقل لایعقل جعلہ لتمییز فیہا وجاء النص وجب المصیر الیہ صـ۱۳۱ یعنی جب عقل پورے طور پر اسکی مصلحت کو دریافت نہین کرسکتی اور نص صریح موجود ہے تو اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ یعنی جریدتین کا استعمال کرنا چاہیے۔

جس باب جنائز کا اشارہ ابن حجر نے کیا ہے اُسکی حالت یہ ہی کہ امام بخاری نے ایک خاص باب اسکے لیے قرار دیا باب الجریدۃ علی القبر واوصی بریدۃ الاسلمی ان یجعل فی قبرہ جریدان صـ ۱۹۹ حافظ ابن حجر اسکی شرح مین لکھتے ہین در وصیت کی بریدہ نے کہ جریدتین اُنکی قبر مین رکھی جائین۔ اور موت اُن کی ادے خراسان مین ہوئی ابن مرابط وغیرہ نے کہا ہے کہ محتمل ہی کہ بریدہ نے اسکا حکم دیا ہو کہ ظاہر قبر مین دو جریدے گاڑدیے

ہا ہین بغرض اقتداے فعل نبی کہ حضرت نے بھی جریدتین کو قبر پر رکھا تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ بریدہ نے قبر کے اندر رکھنے کا حکم دیا ہو کیونکہ درخت خرما مین خاص برکت ہے بسبب قول حق تعالیٰ کشجرۃ طیبۃ کے مگر احتمال اول زیادہ ظاہر ہے اور موید اسکا بھی ہے کہ مصنف نے آخر باب مین اس حدیث کو وارد کیا اور بریدہ نے اس حدیث کو عام سمجھا کہ ہر شخص کو ایسا کرنا چاہیے نہ یہ کہ خاص ہوا تھین دونون قبرون سے جنپر عذاب ہوتا تھا۔

اسکے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کی قبر پر ایک خیمہ نصب کرایا اور ایک خادم کو اسکی حفاظت کے لیے مقرر کیا جب ابن عمر آئے تو انھون نے خیمہ کو اکھڑوایا اور کہا اسکا عمل سایہ افگن ہوگا چونکہ اس واقعہ سے ہم کو غرض نہین ہے لہذا پہلی روایت بخاری کے بقیہ شرح کی طرف رجوع کرتے ہین۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہین کہ اسمین اختلاف کیا گیا ہے کہ جن مردون پر عذاب ہو رہا تھا قبر مین وہ کافر تھے یا مسلمان ابو موسی مدینی نے تو اسکا یقین کیا ہے کہ وہ کافر تھے اور ابن عطار کا جزم اسپر ہے کہ وہ مسلمان تھے ورنہ حضرت تخفیف عذاب کے لیے کیون دعا کرتے ابن حجر لکھتے ہین کہ حدیث کے مجموعی طریقون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونون قبرین مسلمانون کی تھین کیونکہ ابن ماجہ کی روایت مین ہے مر بقبرین جدیدین فانتفی کونھما فی الجاھلیہ کہ وہ دونون قبرین تازہ تھین تو معلوم ہوا کفار زمانہ جاہلیت کی قبرین نہ تھین۔ اور حدیث ابو امامہ مین ہے بروایت احمد کہ حضرت کا گذر قبرستان بقیع مین ہوا تو پوچھا آج کسکو تم نے یہان دفن کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ دونون مسلمان تھے کیونکہ بقیع مسلمانون کا قبرستان تھا اور خطاب بھی حضرت نے مسلمانون سے کیا اور روایت ابوبکرہ نزد احمد

وطبرانی بھی اسی کی موید ہے جو بسند صحیح ہے کہ وہ دونون مسلمان تھے کیونکہ حضرت نے فرمایا ان دونون پر کسی بڑے امر کے سبب سے نہین عذاب ہوتا۔ صرف غیبت اور بول کے سبب سے عذاب ہورہا ہے تو اس حصر سے بھی معلوم ہوا کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر پر گو بسبب ترک احکام اسلام بھی عذاب ہوتا ہے مگر کفر پر عذاب ہونا یقینی ہے یہانتک لکھکر فرماتے ہین اس حدیث مین بہت سے فائدے ہین ایک یہ کہ عذاب قبر اس سے ثابت ہی دوسرے اسمین تحذیر (یعنی ممانعت سے) ملابسہ بول سے اور ملحق ہے اسکے ساتھ دوسری نجاستین بھی بدن کی ہون یا لباس کی انتہی صفحہ ۱۶۰۔

اگرچہ ان عبارتون کی نقل مین کچھ طول ہوا مگر اس سے چند فائدے حاصل ہوے۔

اول یہ کہ پیشاب سے احتراز کرنا اور اسکی نجاست کا خیال نہ کرنا ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ حضرت کو وحی کے ذریعہ سے اطلاع دیگئی تو اب حضرت عمر کا اس کی مخالفت کرنا کس درجہ ایمان داری کی دلیل ہے اور ائمہ اربعہ کا بلا اختلاف اسے قبول کرلینا کس درجہ مخالفت سنت کی دلیل ہے۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امر مین متابعت سنت رسول کرنا کیسا آسان ہے کہ بول کی طہارت کرلیا کرین مگر اسمین بھی سنت رسول کی پیروی نہین کی جاتی تو امور مہمہ مشکلہ مین کیا امید ہوسکتی ہے اور جب ایسی باتون مین حضرت عمر نے مخالفت رسول کی اور اپنے اسلاف کی اتباع کو مقدم سمجھا تو جن امور مین کہ نفع دنیوی مترتب تھا کیون نہ مخالفت رسول کو ضروری سمجھین گے

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود حضرت کے صحابی پر اسی وجہ سے عذاب قبر ہو

کر وہ لوگ پیشاب سے پرہیز نہ کرتے تھے کیونکہ علاوہ روایات کے خود حافظ ابن حجر نے تصریح کر دی کہ وہ سب مسلمان تھے جو قبرستان بقیع مین مدفون ہوئے تو پھر دوسرے صحابہ پر بھی اسیوجہ سے عذاب ہو سکتا ہے خصوصاً اس شخص پر جس کی رائے و قیاس نے نجاست بول سے احتراز کرنے کو کم کر دیا۔ اس روایت نے اہل سنت کے اس عقیدہ کی اچھی طرح قلعی کھول دی جو اپنے صحابہ کے بارے مین کہتے ہین کہ سب مغفور ہین اور سب بہشتی ہین۔

چوتھے یہ کہ حضرت نے ایک ہی دفعہ نہین اسکو ظاہر کیا بلکہ مکرر سہ کرر جیسے چند قصون کا اقرار ابن حجر کو بھی ہے حضرت نے ظاہر فرمایا کہ بسبب اجتناب نہ کرنے کے بول سے انپر عذاب قبر ہو رہا ہے مگر حضرت عمر نے مطلقاً نہ خیال کیا اور کلوخ کو جاری کیا اور تمامی اہل سنت نے بلا اختلاف اسے قبول کیا۔

پانچوین یہ کہ ان لوگون نے عام طور پر اس فعل رسول کو لغو سمجھا کہ جریدتین سے عذاب قبر مین تخفیف ہوتی ہے کہ کسی نے کچھ تاویل کی کسی نے کچھ بات بنائی مگر کسی طرح ان کی عقل مین یہ بات نہ آئی کہ جریدتین سے کیون تخفیف عذاب ہوتا ہے نہ آخر اس سے ممانعت کر دی گئی اور کسی شخص کو اہل سنت سے جریدتین نہین دیا جاتا بلکہ شیعون کی اس پابندی سنت پر اعتراض کرتے ہین حالانکہ خود انکے بھی عادی ہین کہ علاوہ سنت رسول حضرت بریدہ صحابی نے بھی اسکی وصیت کی کہ انکی قبر مین جریدتین رکھی جائین تو اگر درحقیقت یہ حضرات متبع سنت رسول ہوتے تو ضرور اسپر عمل کرتے جسین حضرت نے نہایت درجہ اہتمام اور مبالغہ فرمایا بلکہ اگر سنت صحابہ کے بھی متبع ہوتے تو فعل حضرت بریدہ صحابی کی تقلید کرتے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ انکا فعل زیادہ تر قابل اتباع ہی اور ان چیزون کو کرنا چاہیے جس سے تخفیف عذاب مترتب ہو۔

تواب بدیہتہً یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت اہل سنت اصل مین متبع سنت رسول نہین ہین بلکہ سنت عمری کے پیرو مین جبھی اس درجہ کلوخ لینے مین کد کرتے ہین جو صرف حضرت عمر کا فعل ہے اور جریدتین کا کبھی اپنے مردون مین استعمال نہین کرتے حالانکہ یہ سنت رسول وعمل حضرت بریدہ ضرور ت اس کی ثابت ہی مگر چونکہ حضرت عمر نے یا انکے پیرو ون نے اسکو لغو سمجھا لہذا آجتک یہ سلسلہ انکے یہان مطرود ہے گو امام بخاری اسکے لیے خاص باب ہی مقرر کرین۔ فعل حضرت بریدہ نے اور اہل سنت کی مخالفت نے انکے طرز عمل سے اور بھی اس خیال کو پختہ کردیا کہ مقصود اصلی انکا اتباع سنت رسول نہین ہے کیونکہ حضرت بریدہ[۱] صحابی اُن لوگون سے ہین جنکا میلان اہلبیت طاہرین

[۱] نام انکا بریدہ ہے ابن حصیب اسلمی اسلام تولائے تھے قبل جنگ بدر جنگ حدیبیہ مین شریک تھے اور بیعت الرضوان مین داخل تھے مدینہ مین سکونت تھی پھر بصرہ گئے بعدہ خراسان اور مرو مین وفات پائی بزمانہ یزید بن معاویہ دیکھو استیعاب جلد اول صفحہ ۷۳ حدیث دلات ان علیا منی وانا من علی وھو ولی کل مومن من بعدی انھین سے زیادہ مشہور ہے روضۃ الصفا مین ہی ہم صاحب غنیہ گوید کہ بعض گفتہ اند کہ بریدہ بن حصیب اسلمی علمی مرتب داشتہ بمدینہ آورد و بر در سرای مرتضی علی نصب کرد عمر ابن الخطاب باین معنی وقوف یافتہ و با او خطاب کرد کہ ہمہ خلق با ابی بکر بیعت کردہ اند تو چرا مخالفت میکنی جواب داد کہ ما بغیر صاحب این بیت با دیگری بیعت نکنیم بعد ازان صحابہ مجمع ساختہ بریدہ را طلب کردند بریدہ حاضر شد ازوی استفسار نمودند کہ حال توچیست کہ امثال این کلمات از تو نقل میکنند بریدہ جواب داد کہ نوبتے حضرت پیغمبر مرا با خالد بن الولید با طائفہ ہمراہ علی بن ابیطالب بجانب یمن فرستاد بخدا سوگند دران سفر ہیچ قربے را بر قرب علی دشمن تر و ہیچ فراقے را برفراق او دوست تر نمیداشتم چون از سفر بازگشتم اول بخدمت حضرت شتافتم آن حضرت فرمود کہ علی راچگونہ گذاشتی من بنا بر کدورتی کہ از علی در دل داشتم عیب او کردم از سخن من تغیرے بر بشرہ مبارک آنحضرت ظاہر شد فرمود اے بریدہ لتقع فی رجل انہ ولی الناس بکم بعدی

کی طرف زیادہ تھا۔ اور مخالفت شیخین کے علم بردار تھے اسیوجہ سے ان کا فعل قابل تقلید نہ سمجھا گیا اب یہان ہم تمامی اہل سنت سے عموماً اور اہل حدیث سے خصوصاً بکمال ادب سوال کرتے ہین کہ احادیث مذکورہ بالا کو ملاحظہ فرما کر انصافاً کہین کہ خدا ترسی اور دینداری اور اتباع سنت کا دعوی شیعون کو زیادہ مناسب ہے جو مطابق سنت رسول ہمیشہ بول کا استنجا پانی سے کرتے ہین اور کلوخ نہین لیتے اور مطابق سنت رسول و فعل حضرت بریدہ جریدتین کو میت کیساتھ قبر مین ضرور رکھتے ہین !! یا اہل سنت کو جو بہ سنت عمری کلوخ کے استعمال مین زیادہ مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ پانی موجود رہتے بھی وہ کلوخ ہی لیتے ہین۔ اور بمخالفت سنت رسول پانی سے استنجا کو لازم نہین جانتے اور بمخالفت سنت رسول و عمل حضرت بریدہ جریدتین کے استعمال کو اموات سنیہ کے لیئے قابل مضحکہ جانتے ہین۔

اگر صرف انہین دونون مسئلون پر کچھ بھی غور کرین گے بلکہ بنظر سرسری بھی دیکھین گے تو ان کو صاف معلوم ہوگا کہ سنت رسول اللہ سے ہرگز ہرگز ان کو کوئی واسطہ نہین بلکہ جو کچھ ہے وہ سنت عمری صرف عوام کی فریب دہی کے لیئے سنت رسول کا دعوے کیا جاتا ہے۔

ہان وہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ہم اپنے اعمال کو خصوصاً ولائے شیخین کو ایسا عمل صحیح سمجھتے ہین کہ عذاب قبر کا مطلقاً خوف ہی نہین اس لیے جریدتین کی ضرورت نہین۔ مگر جس شخص کو اسکا دعوی ہو کہ ہم بندہ خدا ہین کیونکر ایسا کلمہ منھ سے نکال سکتا ہے، جو خدا اور اسکے رسول پر حشر و نشر پر ایمان لاچکا ہے اور خدا کو غفور رحیم کے ساتھ جبار و قہار بھی مانتا ہو وہ کیونکر اسکا قائل ہوسکتا ہے؟ یہ دعوی تو صرف دہریون کو ہو سکتا ہے۔ جو

نہ خدا کو مانتے ہین نہ حشر و نشر و معاد کو۔ جب ہی تو وہ پیشاب کی طہارت کو پانی سے اور جریدتین کو ایک شئے لغو سمجھتے ہین۔ کہ پیشاب سے کیا عذاب ہوگا؟ اور خرما کی ڈالی کیا تخفیف عذاب کر سکتی ہے؟ اگر پائخانہ مین بدبو نہوتی طبعی کراہت اُس سے نہ ہوتی تو اسکے بھی دھونیکی ضرورت نہ تھی جب ہی تو حضرت عمر وابن الزبیر نے مدت العمر آبدست ہی نہ لیا۔

کیسے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ کے صحابی جنھین خود صحابہ نے غسل و کفن دیا اور اگر رسول اللہ صلعم نے اُنکے جنازہ کی نماز نہ پڑھی ہو تو صحابہ نے ضرور پڑھی ہوگی۔ اور جنت البقیع مین مدفون بھی ہوئے۔ اسپر تو بوجہ نہ پرہیز کرنے کے پیشاب سے اُنپر عذاب خدا نازل ہوا اور بریدہ سا جلیل القدر ان خدمات اسلام پر خائف رہے عذاب قبر سے جو جریدتین کے لیے وصیت کر جائے۔ مگر حضرت عمر اور اُن کی امت اہل سنت ایسے خدا کے بیٹے بنے ہین کہ باوصفیکہ طہارت بول بھی نہین کرتے اسدرجہ عذاب قبر سے مطمئن ہون کہ جریدین کی بھی اُنکو ضرورت نہو بلکہ اسکو قابل مضحکہ سمجھین۔ تو اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ اہل سنت سنتِ عمری کے پابند ہین لہذا اس کلوخ مین جو سنت خاص حضرت عمر کی ہے اُس مین سب متفق ہین۔ اگر سنت رسول سے مطلب ہوتا تو کسی کو ائمہ اربعہ سے اس کا خیال آتا اور اختلاف کرتے جیسا کہ دیگر مسائل مین صدہا قسم کا اختلاف کر رہے ہین جن مین کوئی بھی حدیث حضرت کی موجود ہے مگر اس مسئلہ کلوخ مین کسی کو اختلاف نہیں دیکھیے سنت رسول یہ ہے صحیح بخاری مین ہے

باب الاستنجاء بالماء قال سمعت انس بن مالک۔ قال

كان النبي اذا خرج لحاجة اجئ انا وغلام معنا اداوة من ماء يستنجي به صـ۲۲

باب ما جاء في غسل البول وقال النبي لصاحب القبر كان لا يستتر من بوله ولم يذكر سوى بول الناس عن انس بن مالك قال كان رسول الله اذا تبرز لحاجته اتيته بماء فيغسل به صـ

باب حدثنا محمد بن المثنى عن ابن عباس قال مر النبي بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لا يستتر من البول واما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها نصفين فغرز في كل قبر واحدة قالوا يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا قال ابن المثنى وحدثنا وكيع قال حدثنا الاعمش سمعت مجاهدا مثله

پہلی روایت اگرچہ مطلق استنجا کے بارے مین ہے خواہ پیشاب سے ہو خواہ پاخانہ سے مگر اس کی دلالت پیشاب کے استنجا پر بھی واضح ہی جیسا کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہین واستدل البخاري بهذا الحديث على غسل البول كما سياتي

اور دوسری روایت کے بارے مین حافظ مذکور فرماتے ہین والاستدلال به ههنا على غسل البول اعم من الاستدلال على الاستنجاء فلا تكرار فيه۔

اور تیسری روایت کے بارے مین لکھتے ہین والاستدلال به على غسل البول واضح لكن ثبت الرخصة في حق المستجمر فيستدل به على وجوب غسل ما انتشر على المحل صـ

یہ تین روایتین صرف صحیح بخاری کی ہین جن سے وجوب غسل بول

بصراحت تمام ثابت ہو اور دو حدیثین اسکی صحیح مسلم مین بھی منقول ہین
باب الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ مین جس
سے عام طور پر معلوم ہوا کہ ہمیشہ حضرت کا یہی دستور تھا کہ انس وغیرہ
پانی لے جایا کرتے اور حضرت اس سے استنجا کرتے۔ اور قبل اس کے دو
حدیثین مذکور ہوئین جن سے معلوم ہوا کہ عموم عذاب قبر اسی وجہ سے ہو کہ
لوگ استنزاہ نہین کرتے یعنی اسکی طہارت کی پرواہ نہین کرتے۔ تو اب
غور کرنا چاہیے کہ حضرت عمر نے بمخالفت نص صریح رسول اللہ اپنی امت
کے لیے عذاب قبر کا دروازہ کشادہ کیا یا نہین؟ اور اسپر عمل کرنیوالے
جن مین ائمہ اربعہ تمام وکمال شریک ہین عامل برسنت رسول ہین یا
برسنت عمر کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ نے تصریح کردی ہے کوئی حدیث
نبوی اس بارے مین نہین ہو بجز فعل عمر کے۔

رہا ابن حجر کا یہ قول ان الاستدلال بہ علی غسل البول واضح لکن
ثبت الرخص فی حق المستجمر کہ اگرچہ اس حدیث سے استدلال کرنا
غسل بول پر واضح ہے مگر مستجمر (کلوخ لینے والے) کے حق مین رخصت ثابت
ہے کسدرجہ خلاف انصاف ہو کیونکہ کوئی حدیث صحیح بخاری مین یا اور
کہین اس بارے مین نہین وارد ہے کہ حضرت نے بول کی طہارت مین
استجمار کیا ہو پھر رخصت یعنی اجازت کہان سے ثابت ہوئی۔ اگر مراد رخصت
سے یہ ہے کہ فعل عمر نے اسکی رخصت دی تو صحیح ہے مگر یہ اول نزاع
ہے کہ بجز خدا و رسول کسی کے فعل کو احکام شرعی مین دخل ہے یا نہین
جسکا جواب اہلسنت ہمیشہ یہی دیتے ہین کہ جواز حرمت کسی چیز کی
بجز حکم خدا اور رسول اور کسی سے نہین ہوسکتی پھر اس کلوخ کو کیا عزت
ہے جو فعل عمر سے اسکا جواز ثابت ہوجاے۔ زیادہ تر تعجب تو اسپر ہے
کہ یہی ابن حجر اس درجہ امام بخاری کے مقلد ہین کہ بحث وضو مین

صرف اسوجہ سے کہ امام بخاری نے حدیث ابن عمر ویل للاعقاب من النار سے استنباط کیا تھا کہ غسل قدمین کرنا چاہیے نہ مسح رجلین بنصوص صریحہ کتاب سے سنت کو رد کر دیا اور بہ تبعیت استنباط بخاری غسل کے قائل ہوئے[1] مگر نہ معلوم یہان امام بخاری نے کیا قصور کیا جو ابن حجر صاحب نے صرف رد حدیث نبوی ہی پر نہین اکتفا کی بلکہ استدلال امام بخاری کو بھی رد کر دیا حالانکہ انھون نے تین حدیثین اس مادہ مین لکھین اور سب کی نسبت ابن حجر صاحب اقرار کرتے ہین والاستدلال بہ علی غسل البول واضح تو اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ بحث وضو مین خلفاء اور امام بخاری مین اختلاف تھا اس لیے حمایت امام بخاری فرض تھی اور مسئلہ کلوخ مین چونکہ حضرت عمر اور امام بخاری مین اختلاف تھا اس لیے حمایت خلیفہ ضروری سمجھی گئی۔ کہ کسی طرح انکا ایجادی کلوخ جاری رہے اہل حدیث ان احادیث کو دیکھ کے تارک نہو جائین بدعت نہ سمجھنے لگین۔ اسیوجہ سے اُسکے بارے مین رخصت کا دعوے کر بیٹھے۔ اُس سے بھی زیادہ عجیب یہ تاویل ہے کہ کہا فیستدل بہ علی وجوب غسل ما انتشر علی المحل کہ اس حدیث سے استدلال کیا جائیگا اُس پیشاب کے غسل پر جو منتشر ہو جائے اپنے محل سے۔ کیونکہ تینون حدیثون مین کوئی لفظ اسپر نہین دلالت کرتا کہ یہ طہارت انتشار علے المحل سے متعلق ہے اور چونکہ کوئی حدیث معارض اسکی نہین ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے تصریح کی تو کوئی ضرورت بھی اس تاویل کی نہ رہی کیونکہ دوسری حدیث مین اسکی تصریح موجود ہے کہ آنحضرت جب حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو ہم پانی لے جاتے تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ استنجا آپ کا

[1] دیکھو رسالہ الوضو صہ۲۶

پانی سے ہوتا تھا اور آپ پانی سے طہارت کرتے تھے یعنی دھوتے تھے تو کیا حضرت کی نسبت کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ہر دفعہ آپکو انتشار علی المحل پیش آتا تھا۔ اور کیا انس ابن مالک وغیرہ بھی اس راز سے مطلع تھے۔ جو ہر دفعہ پانی لے جایا کرتے تھے۔

افسوس ہزار افسوس کہ یہ لوگ خود ہی ان حدیثون کو بھی نقل کرتے ہین جسمین حضرت نے اسکی تصریح کی کہ عامہ عذاب قبر اسی وجہ سے ہی کہ وہ لوگ پیشاب سے احتراز نہین کرتے اور خود ہی یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت ہمیشہ بول کی طہارت پانی سے کرتے۔ مگر صرف تائید فعل عمر کے لیے سب حدیثون کو رد کر کے یا تاویل کر کے عذاب قبر کو قبول کرتے ہین اس سے بڑھکر اور کون سی دلیل اسکی ہوتی ہے کہ اصلی مذہب انکا اتباع عمر ہی نہ اتباع خدا و رسول۔

مولوی عبدالحی صاحب[۱] نے تو اور بھی کمال کیا کہ اسکی تصریح کر کے کہ کلوخ کا لینا کسی حدیث صریح سے ثابت نہین فعل عمری کے لیے ایک نئی تاویل سوجھی کہ حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین واما فی البول فالغسل بالماء ثابت بھذہ الروایۃ واما استعمال الحجر فیہ فلم اطلع علی حدیث صریح یدل علیہ ان النبی فعلہ نعم یفہم ذلک من روایہ ابن ماجہ التی ذکرناھا آنفا فانہ یعلم منہ ان موضع استنجائہ کان غیر موضع قضاء حاجتہ وکان یکتفی ھناک بالاحجار ویغسل فی موضع آخر ویعلم منہ انہ کان یستعمل بعد البول ایضا حجرا او ترابا ونحو ذلک والا لزم تزائد النجاسۃ نعم ثبت ذلک صریحا عن عمر انہ کان یبول ویمسح ذکرہ بحجر او تراب

سلہ مولوی عبدالحی صاحب کی ادبیت اور عربیت اس تقریر مین قابل غور ہے کہ کسدرجہ عالیہ پر فائز تھے ۱۲

لم يمسه الماء صـ۵۵ شرح الوقايه

یعنی پیشاب کے بارے مین تو طہارت کرنا پانی سے ثابت ہے کہ پانی ہی سے پاک کرنا چاہیے اور ایسے ایسے موقع پر کلوخ لینا کسی حدیث صریح رسول اللہ سے نہین ثابت ہے کہ حضرت نے کبھی کلوخ لیا ہو۔ ہان ابن ماجہ کی روایت سے جسے ابھی ہمنے ذکر کیا یہ سمجھا جاتا ہی کہ حضرت کے استنجا کی جگہ اور تھی اور پائخانہ پھرنے کی دوسری جگہ تو وہان (جہان پائخانہ پھرتے) ڈھیلون پر اکتفا کرتے (کلوخ لیتے) اور یہان آکر دھو یا کرتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت بعد پیشاب کے بھی پتھر یا خاک وغیرہ کا استعمال کرتے تھے (کلوخ لیتے تھے) ورنہ نجاست کا زیادہ ہونا لازم آتا ہے ہان عمر کا یہ فعل البتہ بصراحت ثابت ہی کہ وہ پیشاب کر کے کلوخ لیتے یا خاک ڈال دیتے اور اسکے بعد پانی سے نہین دھوتے۔

اس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اسکی کوشش کر رہے ہین کہ کلوخ کی ایجاد کا سہرہ حضرت عمر ہی تک محدود نہ رہے۔ بلکہ رسول اللہ بھی ان کے شریک کیے جائین حالانکہ بصراحت خود لکھ چکے ہین کہ کوئی حدیث صریح اس بارہ مین نہین۔ پھر یہ تحریف کیونکر چل سکتی ہے؟ اور خود شاہ ولی اللہ صاحب نے اسے مذہب عمری مین لکھا ہی۔

اب اس حدیث ابن ماجہ کو دیکھیے جسکے مطلب سمجھنے مین آپ یہ خوش فہمی دکھا رہے ہین ففی سنن ابن ماجہ عن عائشہ ما رأیت رسول اللہ صلعم خرج قط من غائط الامس ماء یعنی سنن ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہی کہ کبھی نہ دیکھا مین نے رسول اللہ کو پائخانہ سے نکلتے ہوئے بے آبدست کیے پانی سے۔ اب خدا کے واسطے ہمکو کوئی یہ بتائے کہ اس حدیث مین کہان اسکا ذکر ہے کہ پائخانہ اور جگہ پھرتے اور آبدست دوسری

جگہ پتے تھے۔ جس سے دو مقام علحدہ علحدہ سمجھا جائے جیسا کہ آج کل بھی
گنواروں مین جاری ہے کہ پاخانہ کہین پھر کر کسی گڑھے وغیرہ پر جاکر
آبدست لے لیتے ہین۔ کیا مولوی صاحب نے اشرف المرسلین کی یہی
شان سمجھی ہے؟

مولوی صاحب کی یہ خوش فہمی اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ الاستنجاء
کو بعد خروج سمجھے کہ حضرت پاخانہ سے جب نکل آتے تھے تب آبدست
لیتے تھے۔ حالانکہ حضرت عائشہ یہ بیان کرتی ہین کہ کبھی بغیر آبدست
کیے ہوئے آپ کو پاخانہ سے باہر آتے مین نے نہین دیکھا نہ یہ کہ حضرت
پاخانہ سے باہر آکر کسی دوسرے مقام پر آبدست لیتے ہو؟

برین عقل و دانش بباید گریست

زیادہ تر افسوس تو اسکا ہے کہ خود اسکے بعد یہ روایت لکھتے ہین۔
فی الصحیحین عن انس کان رسول اللہ یدخل الخلاء فاحمل انا وغلام
معی اداوۃ من ماء فیستنجی بالماء کہ حضرت جب پاخانہ تشریف لیجاتے
تو ہم لوگ ظرف آب لیجاتے جس سے آپ استنجا کرتے۔ جس سے بصراحت
ثابت ہو کر وہی پانی پہونچایا جاتا۔ برخلاف اسکے یہ تجویز کرنا کہ آپ دوسری
جگہ جاکر آبدست لیتے کسدرجہ کی تحریف ہے اور اسپر یہ کہنا کہ یہان حضرت
کلوخ لیا کرتے کسدرجہ کی ایمانداری ہے حالانکہ کسی لفظ سے اسکا وجود
نہین پایا جاتا کیونکہ بفرض محال اگر پاخانہ کی جگہ اور تھی اور آبدست
لینے کی اور تو اس سے کلوخ لینا کہان سے نکلا کیونکہ ترا در نجاست کا
احتمال تو اسوقت ہوتا ہے کہ کسی کو عارضہ سلسل البول ہو یا ذرا کا ھی
کرنہ پاخانہ رکے نہ پیشاب۔ اسپر یہ دعوی حتی انہ کان یستعمل بعد البول
ایضا حجرا و ترابا کیسا کھلا ہوا اتہام ہے کیونکہ یہان بطور حتم و جزم دعوی
کیا کہ حضرت بعد پیشاب کے کلوخ لیا کرتے اور شروع مین کہہ آئے ہین کہ

کوئی حدیث صریح اس بارہ مین نہین ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی نفی کلی کر رہے ہین اور خود حدیث مین بھی کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے یہ سمجھا جاے شاسمین پیشاب ہی کا ذکر ہے۔ پھر بجز افترا و اتہام اسکو کیا کہہ سکتے ہین کہ جواز فعل عمری کے لیے حضرت پر یہ ظلم کیا گیا حالانکہ حضرت عائشہ کی اس روایت نے کہ کبھی بغیر آبدست کیے آپ پائخانہ سے باہر نہ آتے اس احتمال کو بالکلیہ قطع کر دیا کہ کبھی آپ نے کلوخ لیا ہو۔ کیونکہ اس روایت کے صریحی مطلب تو یہی ہین کہ کبھی ایسا ہوا ہی نہین کہ آپ نے پانی سے آبدست نہ لیا ہو جس سے نفی کلی ہوگئی کلوخ لینے کی چہ جائیکہ انہی روایت سے کلوخ لینے کا اثبات کیا جاے اور اگر ان سب سے بھی قطع نظر کیا جاے تو مولوی صاحب کو کوئی فائدہ نہین کیونکہ اسکا تو اُن کو اقرار بھی ہے کہ اگر بفرض محال کلوخ بھی لیتے تو اسکی طہارت پھر پانی سے کر لیتے۔ پس کیا نفع ہوا کیونکہ وہ کلوخ اگر کافی ہوتا تو پھر حضرت اسکی طہارت پانی سے کیون کرتے جو مذہب حضرت عمر تھا اور اہل سنت مین جاری و ساری ہے کہ پانی رہتے ہوے بھی وہ کلوخ ہی لیتے ہین اور اسکو مطہر اور پاک کرنے والا سمجھتے ہین حالانکہ انس والی روایت وغیرہ مین بھی بصراحت مذکور ہے کہ ہم ہمیشہ پانی لیجایا کرتے تھے آبدست کے لیے اور اسی کی موید وہ روایت بھی ہے جسے مولوی صاحب جامع ترمذی و مسند احمد و مسند بیہقی و مسند بزاز و مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ سے نقل کرتے ہین عن عائشۃ قالت للنساء مرن ازواجکن ان یغتسلوا اثر الغائط والبول بالماء فان رسول اللہ ص کان یفعلہ وانا استحی منہم جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ حکم دیتی ہین عورتون کو کہ اپنے شوہرون سے کہین کہ وہ پائخانہ اور پیشاب کو پانی سے دھویا کرین کہ رسول اللہ یون ہی کرتے تھے۔

آن نصوص صریحہ کو دیکھکر بھی مولوی صاحب اسی فکر مین ہین کہ حضرت عمر کے کلوخ کو بفعل رسول ثابت کرین نہایت عجیب ہی۔

بہر حال جب خود شاہ ولی اللہ نے اقرار کیا ہے کہ کوئی حدیث مرفوع نہین ہے اس بارے مین بلکہ صرف فعل عمر سے ثابت ہے اور مذہب عمری مین اسکو لکھا ہے اور خود مولوی صاحب نے بھی اقرار کیا کہ کوئی حدیث صریح اس بارے مین نہین ہے تو محض ان کی ذاتی اور شخصی سمجھ ہے کیونکر حضرت کا کلوخ لینا ثابت ہوسکتا ہے حالانکہ بتصریح اہل سنت ثابت ہے کہ خود صحابہ کی محض فہم اور سمجھ سے استدلال نہین ہوسکتا وہ حجت نہین۔

افسوس ہی کہ حضرات اہل سنت صرف مخالفت خدا و رسول ہی پر نہین اکتفا کرتے بلکہ اسپر یہ ترقی بھی کرتے ہین کہ خود حضرت کو اپنی ایجاد کردہ شریعت کا تابع و پیرو بنانا چاہتے ہین جو صریحی مخالفت خدا و رسول ہے۔

بہر حال ہر ظاہر بین ان کے اہتمام و پابندی کلوخ سے یہی گمان کریگا کہ یہ لوگ ایسے پابند سنت ہین کہ بلا خیال و شرم و حیا از خلائق وہ بات کر رہے ہین جس سے دیکھنے والے اپنی آنکھین بند کر لین۔ اور اگر بات چیت کی بھی ضرورت ہو تو منھ پھیر کر باتین کرین۔ مگر اب پردہ فاش ہو گیا اور سب کو معلوم ہوا کہ سنت رسول نہین ہے بلکہ سنت عمری ہے جس کی اس طرح تعمیل کی جا رہی ہے۔ کہ آیندہ و روندہ کا خیال ہے نہ ...... کا کیونکہ سنت رسول تو معلوم ہوئی ہے کہ میتاب کی طہارت پانی سے کی جائے نہ بخاک و کلوخ جس کے بارے مین کوئی حدیث نہین۔

اب اس کلوخ لینے کی ترکیب بھی سن لیجیے کہ ہدایہ و شرح وقایہ یادگیر

کتب معتبرہ فقہیہ اہل سنت مین انکی ترکیب نہین لکھی ہے کہ پیشاب مین
کس طرح کلوخ لیا جاے مگر مولوی عبدالحی صاحب اس کلوخ پر ایسا فریفتہ
ہین کہ حاشیہ شرح وقایہ مین لکھتے ہین وہذا الاستنجاء من الغائط و
ذکر الزاہدی کیفیتہ من البول ان یاخذہ بشمالہ ویمرہ علی
جدار او حجر او مدر و ذکر الشرنبلالی انہ یلزم الرجل الاستبراء
حتی یزول اثر البول ویطمئن قلبہ ای بنحو مشی او تنحنح
او غیر ذلک وفی المقدمۃ الغزنویۃ یفعل المرأۃ کما یفعل الرجل
الا انہ لا استبراء علیہا بل کما فرغت من البول والغائط
تصبر ساعۃ لطیفۃ ثم تمسح قبلہا ودبرہا بالاحجار ثم تستنجی
بالاحجار صفحہ ۱۵۲ یعنی جو حکم استنجا کا شرح وقایہ مین مذکور ہے
وہ پاخانہ سے تعلق ہے پیشاب کے کلوخ کی کیفیت زاہدی نے یہ لکھی
ہے کہ بائین ہاتھ سے پکڑ کر دیوار پر پتھر یا ڈھیلے پر رگڑین گے اور
شرنبلالی نے لکھا ہے کہ مرد کو چاہیے بعد بول استبرا کرے جس سے اثر
بول جاتا رہے اور قلب اسکا مطمئن ہو جاے ٹہل کر یا تنحنح کر کے یا اور
کسی طرح اور مقدمہ غزنویہ مین ہے کہ عورتین بھی اسی طرح کلوخ لین
جیسا کہ مرد لیتے ہین استبرا کی ضرورت نہین پیشاب کر کے تھوڑی
دیر ٹھہر جائین اسکے بعد قبل و دبر کو پتھر کے ٹکڑون سے صاف کرین

سلہ اسکا ترجمہ یہ ہے کہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے لاوے اور دوسرا آگے سے اور تیسرا پیچھے سے گرمی
کے زمانہ مین اور آگے سے لاوے. پہلا اور تیسرا جاڑے کے دنون مین کیونکہ گرمیون مین خصیتین
لٹکے رہتے ہین پیچھے کی طرف تو آگے سے لانے مین خوف تلوث نجاست ہے پھر آگے سے لانا
اور بعدہ پیچھے سے لانا مبالغہ ہے طہارت مین اور جاڑے کے دنون مین چونکہ یہ استرخا نہین
ہوتا اسلیئے اسکی ضرورت نہین اور عورتون کو ہمیشہ پیچھے ہی سے لانا چاہیے جاڑہ گرمی مین
کچھ فرق نہین شرح وقایہ صفحہ ۱۵۲

اسکے بعد کلوخ لین۔

چونکہ حضرت عمر کی سنت یہ بھی تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے جیساکہ اسمی ازالتہ الخفا مین عن عمر قال رانی النبی ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما[۱]

اسوجہ سے تو مردون کو اسکی تعمیل ممکن ہے کہ دیوار کو شرف کلوخ سے مشرف کرین مگر عورتین اس سنت کی کیونکر تعمیل کرینگی۔ بجز اسکے کہ زنانہ پاخانون مین مخروطی شکل کی دیوار بنائی جاے جس سے اس سنت کی تعمیل ہو سکے اگر وہ حضرات جو کلوخ لیتے ہین خلیفہ دوم کی اس سنت پر عمل کرتے کہ پاخانہ کی دیوار ہی کو یہ عزت دیتے رہتے تو شاید اسقدر انبار لگانے کی ضرورت نہوتی جس سے صاف ستھرے پاخانہ جنبر گچ کاری ہوئی رہتی ہے چونہ پھرا رہتا ہے ان کلوخون کے سبب ایسے گندہ ہوتے ہین کہ ہر قدم پر آدمی ٹھوکرین کھاتا ہے۔

ہان ہان خوب یاد آیا جس کتاب زاہدی سے مولوی عبد الحی صاحب نے کلوخ لینے کی ترکیب نقل کی ہے خود اسی مقدمہ حاشیہ شرح وقایہ مین غیر معتبر بھی بتاتے ہین مگر اس کلوخ کو وہ عزت ہی کہ غیر معتبر کتاب کو بھی انگوسنہ لانا ہوا مولوی صاحب ممدوح عمدۃ الرعایہ مین لکھتے ہین ومنہا تصانیف نجم الدین مختار بن محمود بن محمد الزاہدی معتزلی الاعتقاد حنفی الفروع المتوفی سنۃ ۶۵۸ کالقینۃ والحاوی والمجتبی شرح مختصر القدوری و زاد الائمۃ وغیر ذلک فقد قال فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ

[۱] تعجب ہی باوصفیکہ رسول اللہ نے تصریح تمام خود حضرت عمر کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع کیا۔ مگر اسپر بھی شاہ صاحب اسکو مذہب عمری مین لکھتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے مذہب سے باز نہ آے اپنے اوسی مذہب قدیم پر قائم رہے کہ پیشاب کھڑے کھڑے کرنا چاہیے ۱۲ منہ

نقل الزاهدی لا یعارض نقل المعتبر النعمانیہ فانہ ذکر ابن وھبان انہ لا یلتفت الی ما نقلہ صاحب القنیۃ مخالفا للقواعد ملم یعضد نقل من غیرہ ومثلہ فی النہر ایضا انتہی وفیہ ایضا فی مواضع اخر الحاوی للزاہدی مشہور بنقل الروایات الضعیفۃ صلا

مسلمانو! اب یہان تم ان روایتون کو پھر سے پڑھو جو رسول اللہ سے اس بارے مین منقول ہوئین اور حضرت عائشہ نے تمام عورتون سے بیان کیا کہ ہم بارے شرم کے نہین کہہ سکتے تم اپنے شوہرون کو سمجھاؤ۔

ان سب پر بالاتر یہ ہے کہ پیشاب کے کلوخ مین تو اسقدر کد ہے کہ کہ پانی رہتے ہوے کلوخ لیتے ہین بلکہ بغیر کلوخ کے طہارت ہی نہین ہوتی اور برخلاف اسکے پاخانہ مین کلوخ لینے کی کوئی پروا نہین حالانکہ پاخانہ کی طہارت کلوخ وغیرہ سے ایسی یقینی ہے کہ باتفاق فریقین سنت رسول سے ثابت ہے۔ یہانتک کہ بعض صحابہ نے تو مدت العمر مین ایکدفعہ بھی پانی کا استعمال آبدست مین نہ کیا ہمیشہ ڈھیلون اور پتھر سے کام چلاتے رہے جیسا کہ حافظ ابن حجر لکھتے ہین۔

وقد روی ابن ابی شیبہ باسانید صحیحۃ عن حذیفہ بن الیمان انہ سئل عن الاستنجاء بالماء فقال اذالا یزال فی یدی نتن وعن نافع ان ابن عمر کان لا یستنجی بالماء وعن ابن الزبیر قال ما کنا نفعلہ ونقل ابن التین عن مالک انہ انکر ان یکون النبی ص استنجی بالماء وعن ابن حبیب من المالکیہ انہ منع الاستنجاء بالماء لانہ مطعوم۔ فتح الباری صفہ ۱۳۶

ابن ابی شیبہ نے صحیح سندون سے روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان سے کہ کسی نے سوال کیا پانی سے آبدست لینے کے بارے مین تو جواب دیا اگر

پانی سے آبدست لون تو کبھی ہاتھ سے بدبو نہ جائے - اور نافع روایت کرتے ہین کہ ابن عمر کبھی پانی سے آبدست نہ لیتے تھے اور ابن الزبیر کا بیان ہے کہ کبھی ہم لوگ پانی سے آبدست نہ لیتے اور ابن التین ناقل ہین امام مالک سے کہ وہ اسکا انکار کرتے ہین کہ کبھی حضرت نے آبدست پانی سے لیا ہو اور ابن حبیب سے روایت ہے جو مالکی ہے کہ پانی سے آبدست کرنا منع ہے کیونکہ پانی مطعوم ہے پینے کی چیز ہے بلکہ یہانتک ترقی کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے اور عام صحابہ کیطرف اسکی نسبت کردی تھی کہ کبھی نہ لیتے جیسا کہ حاشیہ ہدایہ مین ہے سئل الحسن البصری عن الاستنجاء بالماء فقال سنۃ فقیل لہ کیف ورسول اللہ والخیار من الصحابۃ فقد ترکوہ فقال انہم کانوا یبعرون بعرا وانتم تثلطون ثلطا صفحہ ۴۳

خوشا قسمت اہلسنت کہ ایسے ایسے صحابی نظیف الطبع ان کے دین و ایمان کے مقتدا ہین جنھون نے کبھی آبدست ہی نہین لیا - پھر کیون نہ ایسی نازکخیالیان سوجھین - کہ خدا تو وضو مین پیر پر مسح کرنے کا حکم دے اور یہ لوگ اسکا غسل کرین - اور مقابل مین خدا و رسول بالخصوص پانی سے طہارت کا حکم دے اور یہ لوگ بہ تبعیت خلیفہ دوم صرف دیوار پر گھس دین یا کلوخ لینے کو کافی سمجھین بلکہ ضروری اور اسکو اس طرح برتین کہ نہ شرم باقی رہے نہ حیا - اور اسپر دعوی کرین اتباع سنت کا - اور پائخانہ مین اس طرح سنت کی مخالفت کی جائے - کہ کبھی بھولے سے بھی کلوخ نہ لین حالانکہ ابن عمر و ابن الزبیر اسطرح اسکے پابند ہون کہ مدت العمر آبدست نہ کرین - اب بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ اصل مین اہل سنت عمری ہین کہ انھین بدعتون کے پابند ہین جسکے موجد حضرت عمر تھے اور وہی افعال انکے سنت کہے جاتے ہین

چنانچہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ پاخانہ کا کلوخ چونکہ سنت رسول سے ثابت ہے لہذا یہاں اختلاف ہوا۔ بخلاف حضرت عمر والے کلوخ کے پیشاب مین کہ کسی نے اسمین نہ اختلاف کیا یہانتک کہ اہل حدیث نے بھی اسپر کوئی اعتراض نہ کیا حالانکہ بہت سے مسائل مین ائمہ اربعہ کی مخالفت کرتے ہین۔

تنبیہ

اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ زمین یا خاک بھی تو مطہر ہے۔ پھر پیشاب کو کیون نہ پاک کریگی۔ تو اگرچہ اس شبہہ کی اب گنجائش نہین رہی کیونکہ جب بحکم ما اٰتیکم الرسول فخذوہ ہم اسکے محکوم ہین کہ جو حکم حضرت دین اسکی تعمیل کرین خواہ وہ حکم حضرت کے قول سے ثابت ہو خواہ تقریر سے۔ نہ اپنے دل سے تو ضروری ہوا کہ جو قاعدہ پیشاب کی طہارت کا حضرت نے مقرر کیا ہے کہ پانی سے اسکی طہارت کرین۔ اسکی پیروی کرنا چاہیے نہ اپنی خواہش کی۔ تاہم واضح ہو کہ اصل مطہر پانی ہے جیسا کہ امام شوکانی فرماتے ہین۔ والماء ھو الاصل فی التطہیر فلا یقوم غیرہ مقامہ الا باذن من الشارع نواب صدیق حسن خان اسکی شرح مین لکھتے ہین۔

لان کون الاصل فی التطہیر ھو الماء قد وصف بذلک فی الکتاب والسنۃ مطلقاً غیر مقید بل قولہ الماء طہور یرشد الی ما ذکرنا ارشاداً یشہد بہ قواعد علم المعانی وعلم الاصول فاذا ثبت عن الشارع ان تطہیر شئی من المتنجسات یکون بغیر الماء کمسح النعل بالارض ونحو ذلک کان الماء غیر معین فی تطہیر تلک النجاسۃ بخصوصہا وتعین فیما عداہا وھذا ھو الحق صفحہ ۱۳

یعنی طہارت مین اصل شئے پانی ہے دوسری چیز اسکے قائم مقام نہین ہو سکتی

مگر باذن شارع کیونکہ کتاب وسنت مین پانی کو بلا کسی قید کے مطہر کہا ہی
بلکہ حضرت کا قول الماء طہور۔ صاف تر اسکو بتا رہا ہے پس جب شارع
سے کسی چیز کا طاہر ہونا پانی کے سوا اور کسی چیز سے ثابت ہوگا تو البتہ
اسکی طہارت اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا کہ جوتے کے تلے کے بارے مین ہی
کہ زمین کے گھسنے سے پاک ہو جاتا ہے اسکے سوا اور جتنی نجاستین ایسی
ہین کہ اسکا مطہر کوئی خاص نہین بیان کیا گیا ہے وہ سب پانی سے
پاک ہوگا۔

پس جب یہ عام قاعدہ مقرر ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ پیشاب کے
بارے مین کیا حکم ہے؟ کتاب وسنت کے احکام تو مذکور ہوے کہ اوسکی
طہارت صرف پانی سے ہوتی ہے۔ مگر بمخالفت اُن سب کے حضرت عمر نے
دیوار پتھر کو بھی پیشاب کا پاک کرنے والا قرار دیا تو اب **مسلمانون کو
اختیار ہے جس کی چاہین پیروی کرین** لطف تو یہ ہے۔ کہ
امام ابوحنیفہ پیشاب کو نجاسات[له] غلیظہ شمار کرتے ہین جس کی طہارت بغیر
پانی کے نہین ہو سکتی حتی کہ کپڑے مین اگر پیشاب لگا ہو اور وہ خشک
ہو جاے تو بغیر دھوے طاہر نہین ہو سکتا (دیکھو ہدایہ) اور اہل حدیث
کے یہان تو زمین پر بھی اگر پیشاب پڑ جاے تو پانی اُس کا مطہر ہے
مگر حضرت عمر کا کلوخ ایسا مطہر ہے کہ ان سب نصوص صریحہ
کتاب وسنت کو بالاے طاق رکھکر پیشاب کو طاہر کر دیتا ہے اور بغیر
کسی خیال کے اُسی طہارت خاکی سے نماز پڑھی جاتی ہے اور اتنی توفیق
نہین ہوتی کہ مطابق حکم خدا ورسول پانی سے تو اُسکو پاک کرلین حالانکہ
احادیث سابقہ سے معلوم ہو چکا کہ اس کی وجہ سے بالخصوص عذاب
قبر ہوتا ہے۔

له وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر الخ ص۵۹

یہ بھی سمجھ رکھیے کہ شارع کی تاکید طہارت بول مین کیون زیادہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ کفار و مشرکین عام طور پر اسکو نجس نہین جانتے بخلاف پاخانہ کے جس سے نفرت و استکراہ طبعی ہے اسیوجہ سے زیادہ اہتمام کیا گیا پیشاب کی طہارت مین جو رقیق مثل پانی کے ہوتا ہے۔ اور غیر پابندان مذہب اُسکو لائق اعتنا بھی نہین جانتے۔ اسیوجہ سے اسمین زیادہ اہتمام کیا گیا اور اسکا مطہر بجز پانی کے اور کوئی چیز نہین۔ بخلاف غائط کے کہ وہ غلیظ القوام ہے اسکا مطہر شے غلیظ ہو سکتا ہے جیسا کہ ہدایہ مین بھی اسکی تصریح مذکور ہے چنانچہ موزہ وغیرہ کی طہارت مین ہے وفی الرطب لایجوز حتی یغسلہ لان المسح بالارض یکثرہ ولا یطہرہ کہ اگر جوتہ مین تر نجاست لگ جاے تو زمین پر گھسنے سے نہین پاک ہوگا کیونکہ زمین ایسی نجاست کو بڑھا دیگی نہ کہ اسکو طاہر کرے۔ پس حیف ہے کہ جو ہگی تر نجاست تو زمین پر گھسنے سے ناپاک ہو اور پیشاب کی نجاست مقام پیشاب کے رگڑنے سے زمین پر دیوار پر پاک ہو جاے پھر اسی ہدایہ مین ہے فان اصابہ بول فیبس لم یجز حتی یغسلہ یعنی اگر جوتہ پر پیشاب پڑ جاے اور خشک بھی ہو جاے تو نہ طاہر ہوگا جب تک دھو یا نجاے۔

بہر حال چونکہ مقصود اصلی یہان اسیقدر ہے کہ کلوخ لینا فعل ناجائز ہے اور سنت رسول اللہ یہی ہے کہ اسکی طہارت پانی سے کی جاے لہذا علاوہ احادیث مذکورہ بالا دو چار حدیثین اور خاص صحیح بخاری کی لکھی جاتی ہین۔ باب الاستنجاء بالماء قال سمعت عن انس بن مالك یقول کان النبیؐ اذا خرج لحاجتہ اجیء انا وغلام معنا اداوۃ من ماء یعنی یستنجی بہ۔ باب من حمل الماء لطہورہ و قال ابو درداء الیس فیکم صاحب النعلین والطہور والوسادۃ

حدثنا سلیمان بن حرب قال سمعت انسا یقول کان النبی اذا
خرج لحاجتہ تبعتہ انا وغلام معنا اداوۃ من ماء ۔ باب
حمل العنزۃ مع الماء فی الاستنجاء حدثنا محمد بن یسار سمع انس
بن مالک یقول کان رسول اللہ یدخل الخلاء فاحمل انا و
غلام اداوۃ من ماء یستنجی بالماء تابعہ النضر وشاذان عن
شعبہ صفحہ ۲۷ فتح الباری یہ تین حدیثیں ہین جن مین بصراحت تمام
مذکور ہے کہ حضرت جب حاجت مین پیشاب یا پاخانہ کے لیے تشریف
لے جاتے تو ہم (انس) اور ایک غلام پانی کا ظرف لیجاتے جس سے حضرت
استنجا کرتے اور ظاہر ہے کہ پاخانہ کے ساتھ آدمی پیشاب بھی ضرور
کرتا ہے اور لفظ حاجت عام ہے۔ تو معلوم ہوا
حضرت کا یہی دستور تھا۔ اب اسکی مخالفت کرکے کلوخ لینا کس درجہ
مخالفت سنت کرنا ہے۔ اسکے بعد بخاری صاحب نے ایک باب اس کا
قرار دیا ہے باب لا یمسک ذکرہ بیمینہ اذا بال اور اس مین یہ حدیث
لکھی ہے عن النبی قال اذا بال احدکم فلا یاخذن ذکرہ بیمینہ
ولا یستنجی بیمینہ ولا یتنفس فی الاناء صفحہ ۲۵ کہ حضرت نے فرمایا
جب تم مین سے کوئی شخص پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ سے نہ ذکر کو پکڑے
اور نہ داہنے ہاتھ سے آبدست لے اور نہ برتن مین پھونکے۔ اس سے
بھی وہی حکم طہارت آب نکلا۔ کیونکہ برتن مین پھونکنا اسیوقت ہوگا
جب برتن بھی ہو۔ ورنہ اگر کلوخ سے کام لیا جائے تو کہان یہ حکم جاری
ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر اسکی شرح مین لکھتے ہین
ویحتمل ان یکون الحکمۃ فی ذکرہ ھنا ان الغالب من اخلاق
المومنین التاسی بافعال النبی م وقد کان اذا بال توضا
وثبت انہ شرب فضل وضوءہ فالمومن بصدد ان یفعل

ذلك فعلىٰ ادب الشرب مطلقا لاستحضاره والتنفس في الاناء مختص بحالة الشرب كما دل عليه سياق الرواية التي قبله

یعنی ممکن ہے کہ برتن مین پھونکنے کی ممانعت مین یہان یہ حکمت ہو کہ چونکہ غالب اخلاق مومنین سے یہی ہے کہ حضرت کے فعل کی ہر بات مین تاسی کرین اور حضرت کی عادت یہ تھی کہ جب پیشاب کرتے تو اسکے بعد وضو کرتے اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت نے بچا ہوا پانی وضو کا نوش بھی فرمایا۔ پس چونکہ مومنین اس فعل مین بھی حضرت کی تاسی کرین گے لہذا آداب شرب کو بتا دیا کیونکہ ظرف آب کا پھونکنا اسیوقت مین ہوتا ہے جب آدمی پانی پیتا ہے۔

پس زہے قسمت خلیفہ دوم و تمامی اہل سنت کہ اخلاق مومنین سے محروم رہے جنھون نے سنت رسول کی تاسی نہ کی اور بجاے طہارت آب کے خاک کی طہارت انکو پسند آئی۔ کلوخ لینے کو اپنا شعار بنایا۔ افسوس صد افسوس۔

بہر حال اس فقرہ نے کہ جب حضرت پیشاب کرتے تو اس کے بعد وضو کرتے صاف بتا دیا کہ حضرت کی طہارت جب ہوتی تو پانی سے۔ تو اب سنت رسول کو ترک کر کے سنت عمری پر عمل کرنا کون مسلمان قبول کر سکتا ہے۔

بہر حال ان حدیثون سے اہل سنت عموماً اور اہل حدیث خصوصاً سمجھ سکتے ہین کہ خدا و رسول نے اس سنت کے اجرا مین کتنی کوشش کی اور کس طرح سے احکام صادر فرماے ہین کہ نہین تو ان لوگون کی مدح و ثنا کی جو اس پانی والی طہارت کے عادی تھے اور اپنے فعل و طرز عمل سے تو ہمیشہ حضرت نے یہی ثابت کیا کہ طہارت یون ہی

ف اہل سنت اس مین بھی مخالفت کرتے ہین ۱۲

کرنی چاہیے۔ مگر حضرت عمر نے قدیمی سنت مشرکین کو جاری کر کے اُن
سب احکام رسول اللہ ص کو منسوخ کر دیا جس سے عام طور پر بلا اختلاف جائز ان
مذہب مین اسنے رواج پایا اور رسول اللہ کی ساری محنت اس مادّہ
مین برباد گئی۔

لطف یہ ہے کہ خود حضرت عمر قیاس ورائے کو مخالف سُنت کہتے ہین
اور ان سب لوگون کو اعداے دین سے بتاتے ہین مگر خود حضرت عمر کی رائے
اور اون کا قیاس ایسا سدِّ سکندر ہے کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہین جبھی
تو اُن کے قیاس نے رواج عام پایا کہ جیسا پاخانہ مین کلوخ لینا جائز ہے
پیشاب مین بھی کلوخ لینا چاہیے۔ اور تمامی اہل سنت نے اس رائے
اور قیاس کو اُن کے قبول کر لیا اور سنت رسول کا کسی کو خیال نہ رہا
اب آخر مین ہم ایک اور حدیث لکھتے ہین جس سے معلوم ہو کہ حضرت کو
بول کی طہارت مین کس قدر اہتمام تھا کتاب مجمع الزوائد مین ہے۔
باب الارتیاد للبول۔ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ ص یتبوء
لبولہ کما یتبوء لمنزلہ رواہ الطبرانی فی الاوسط وھو من
روایۃ یحیی بن عبید بن دجی عن ابیہ ولم ارمن من ذکرھما وبقیہ
رجالہ موثقون ص۲

اس حدیث سے ہر شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ رسول اللہ ص پیشاب
کے لیے کس قسم کا اہتمام کرتے تھے اور حضرت عمر نے اوس کو کس طرح
مٹایا۔
یہی وجہ ہے کہ جو لوگ سنت رسول کے خاص پیرو تھے وہ ان صحابہ کو

لہ ازالۃ الخفا مین خلیفہ دوم کا یہ خطبہ مذکور ہے قال قام عمر ابن الخطاب فی الناس
فقال یا ایھا الناس الا ان اصحاب الرای اعداء السنۃ الخ ۱۲

جو سنت عمری کے تبیع تھے ان الفاظ سے یاد کیا کرتے جیسا کہ شرح منار مین ہے وردہ علی رض وقال ما نصنع بقول اعرابی بوال علی عقیبہ یعنی جناب امیر نے ایک صحابی کے بارے مین فرمایا مین نہین سنتا اس اعرابی کے قول کو جو اپنے عقب پر پیشاب کیا کرتا۔ مولوی عبدالحلیم صاحب قمر الاقمار مین اسکی شرح مین لکھتے ہین۔ کان من عادۃ العرب الجلوس محتبیاً والبول فی مکان جلسوا فیہ اذا احتاجوا الیہ و عدم المبالاۃ بان یصیب بول اعقابھم وذلک من الجھل وقلۃ احتیاطھم منہ

اس عبارت سے بدیہیۃ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحابہ کی خلقی عادتون نے ابھی تک اپنے استقلال کو نہ چھوڑا تھا کیونکہ جسوقت کی یہ حدیث ہے کم سے کم چوبیس پچیس برس رحلت رسول کو گذر چکے تھے مگر وہ عادت نہ چھوٹی جو زمانہ جاہلیت سے پڑی تھی کہ پیشاب کی نجاست کا خیال نہ کرین جہان بیٹھتے ہون وہین پیشاب کردین اور اپنی جہالت پر اڑے رہین جس سے آخر جناب امیر نے ان صحابہ کی حدیث رد کردی۔

خدا کرے اب سے بھی اہل اسلام حضرت عمر کے اس فعل کو بدعت سمجھین

ہ فیہ نہی عن الاحتباء فی ثوب واحد ھو ان یضم رجلیہ الی بطنہ بثوب یجمعھا بہ مع ظہرہ ویشدہ علیھا وقد یکون بالیدین وھذا لانہ ربما تحرک او تحرک الثوب فتبدو عورتہ ورایتہ محتبیا بیدہ الاحتباء ان یجلس بحیث یکون رکبتاہ منصوبتین وبطنا قدمیہ موضوعین علی الارض ویداہ موضوعتین علی ساقیہ صفحہ ۲۳۲ مجمع البحار الانوار گجراتی

جیسا کہ مسئلہ تراویح و مسئلہ طلاق ثلاث مین انکی بدعت کا اقرار کیا تا کہ عامی مسلمانون کو طہارت کی پابندی ہو جس سے نماز و روزہ و دیگر ارکان دین تو درست ہون جیسا کہ امام نووی کا قول سابقاً مرقوم ہوا اور شرح ہدایہ مین بصراحت لکھا ہے کہ اس زمانہ مین پانی والی طہارت زیادہ مناسب ہی۔ اگر عقائد مذہبی مین نہین اتفاق ہوتا تو اعمال ظاہری مین تو کل مسلمان متفق ہون تا کہ غیرون کو معلوم ہو کہ کل مسلمان ایک خدا و رسول کے احکام کے تابع ہین۔ کیونکہ اب عام طور پر یہ ثابت ہوگئی کہ حضرت عمر موجد بدعت تھے۔ پھر آپ اہل حدیث یا اہل سنت ہو کر کیون ان کی بدعتون کی پیروی کرتے ہین۔

دیکھیے مولوی وکیل احمد صاحب لکھتے ہین بعض حضرات نے (مولوی صدیق حسن بھوپالی) تو غضب ہی کیا حضرت عمر کو صاف و صریح خاطی قرار دیا ہے انتقاد الترجیح مسائل ملحقہ مین لکھتے ہین۔ واما قوله (عمر) نعم البدعة فليس فی البدعة ما يمدح بل كل بدعة ضلالة۔ پھر نہایت بیباکی سے حضرت عمر کو مخترع بدعت و ضلالت ٹھہرایا عبارت اسکی بقدر ضرورت یہان لکھی جاتی ہے۔

ليس المراد بسنة الخلفاء الا طريقتهم الموافق بطريقة من جهاد الاعداء وتقويه شعائر الدين ونحوها ومعلوم من قواعد الشريعة ان ليس بخليفة راشد ان يشرع طريقة غير ما كان عليه النبی ثم ان عمر نفسه الخليفة الراشد سمی ما راه من تجميع صلوٰة بدعة ولم يقل انه سنة۔

اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ اس شخص نے (صدیق حسن خان)

سلہ وکیل سنتری زمانہ صفحہ ۱۲۲

جماعت تراویح کو مخالف سرورِ عالم سمجھ کے اسپر طلاق سنت کا ناجائز خیال ہے۔ اصباح الحق الصریح صفحہ ۴۴

پس باوصف ان اقرار دن کے اب کیا ضرورت ہے کہ اُسی بدعت کی پیروی کی جائے جس سے نہ طہارت حاصل ہو نہ نماز درست ہو۔ اور اسکے علاوہ بدعتی کہلائیں حالانکہ دعوی کیا جاتا ہے تباع سنت کا

وھذا اخر الکلام فی ھذا المقام ولیس المقصود الا اشاعۃ

السُنۃ فی اھل الاسلام فانھا قد ضاعت اندرست

فی تلک الایام واخر دعوینا ان الحمد للہ

رب العلمین والصلوۃ علی سید المرسلین

والہ الطیبین والسلام علی من اتبع

الھدی حررہ العبد الافقر خادم

الشرع الاطھر السید

علی اظہر

غفرہ اللہ

الاکبر

جمادی الاولی

سنہ ۱۳۲۱

ہجری

حصول الانتقام من الاستنجا بالماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ مولوی مبارک علی صاحب
اہلحدیث کی تصنیفات سے ہی جو مطبع نصاری
دہلی مین ۱۳۱۲ھ مین چھپا تھا جیسا ل تمام حجت مین
اسکا خلاصہ نکر شایع کرتا ہون کر کسے کم اہل حدیث تو اسپر عمل کرینگے
اس رسالہ مین صرف وہ عبارتین نکال دی گئی ہین جو نا مداز ضرورت
تھین اسکے سوا نہ ایک حرف بڑھایا گیا ہو نہ گھٹایا
اصل رسالہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر سید محمد مبارک علی جملہ برادران اہل اسلام و متبع سنت خیر الانام کی خدمت مین عرض کرتا ہو کہ در ینولا ایک فتوی دربارہ سنت ڈھیلا لینے بعد پیشاب کے مزین بمواہیر مولوی محمد عثمان و میان جی حسین شاہ ولایتی و قاری رحیم بخش و بشارت خان وغیرہ جاری ہوا ہی خلاصہ مضمون فتوی کا یہ ہی کہ بعد پیشاب کے ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت ہی اور جو لوگ کہ باتباع رسول الثقلین بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے ہین وہ گمراہ ہین اور مثل روافض وغیرہ کے اہل سنت والجماعت سے خارج ہین اور انکے پیچھے ہرگز نماز نہین ہوتی نعوذ باللہ من ذلک الفہم۔ اس فتوی ناصواب کو دیکھکر جملہ مفتیان ہر کہ علم و عقل دونون سے بے بہرہ ہین سخت افسوس ہوا اور بیساختہ یہ مصرع زبان پر آیا۔

برین عقل و دانش بباید گریست

افسوس صد افسوس بدعت کا ایسا زور ہوا ہی کہ سنت کے نام سے لوگ بھاگتے ہین اور بدعت کا نام سنت ٹھہرا دیا ہی

اگرچہ بزرگون کا قول ہے وہ جواب جاہلان باشد خموشی مگر بمقتضائے حدیث شریف اذا
ظهرت البدعة وسكت العالم فعليه اللعنة یعنی جسوقت کہ ظاہر ہووے بدعت اور چپکا رہے
عالم تو اسپر اسکے لعنت ہے۔ رجوع کرتا ہون طرف رد یعنی جواب فتوی ناصواب کے تاکہ
احقاق حق وابطال باطل ہو بموجب آیہ کریمہ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

قال پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنا سنت ہے بدعت نہین جو اسکو بدعت کہے
وہ گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے۔

اقول اے حضرت مفتیان جاہلان تم آپ ہی گمراہ ہو اور گمراہ کرنیوالے جو سنت کو بدعت تبلاتے
ہو سنت نہین بتلاتے یعنی پانی سے استنجا کرنا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہمیشہ آپ زندگی
مبارک مین بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے رہے اور اپنے اصحاب باصفا کو بھی یہی طریقہ تبلاتے رہے کہ
بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرتے رہو اور اب تک جو لوگ اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بعون اللہ ثابت قدم ہین پانی سے ہی استنجا بعد پیشاب کے کرتے ہین پس اپنے اس عقیدہ
فاسد تقلیدیہ سے توبہ استغفار کرکے تجدید ایمان فرمایئے کیونکہ ان مسلمانون کو جو سنت رسول پر
چلنے والے ہین گمراہ تبلاتے ہو اور بمضمون حدیث تم کو ضرور معلوم ہوگا کہ جو مسلمانون گمراہ کہے
وہ خود گمراہ ہو جاتا ہے کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اے مفتیان بے تمیز تمکو خدا کی قسم کیا یہ حدیث مروی حضرت عائشہ صدیقہ کی ترمذی شریف کے
باب الاستنجاء بالماء نہ دیکھی ہوگی اور عربی دیکھنے کی لیاقت نہ تھی تو اردو ترجمہ ہی دیکھ لیا ہوتا

عن عائشة قالت مرن ازواجكن ان يستطيبوا بالماء فاني استحييهم فان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان يفعله یعنی فرمایا حضرت عائشہ نے عورتون کو کہ حکم کرو تم خاوندون
اپنونکو یہ کہ پاکی کرین ساتھ استنجے کے پانی سے پس بدرستیکہ حیا کرتی ہون مین ساتھ کہنے کے آدمیون
سے پس تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ استنجا کرتے تھے ساتھ پانی کے **وفي الباب عن**
جرير بن عبد الله البجلي وانس وابي هريرة یعنی اور بیچ اس باب کے یعنی استنجا کرنیکے ساتھ پانی کے
حدیث روایت کی گئی ہے جریر بن عبد اللہ بجلی سے اور حضرت انس اور حضرت ابی ہریرہ سے۔

قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح وعلیہ العمل عند اهل العلم یعنی کہا ابو عیسیٰ ترمذی نے
یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اوپر اسکے عمل ہے نزدیک اہل علم کے یختارون الاستنجاء بالماء یعنی استنجا
کرتے ہیں استنجے کو ساتھ پانی کے وان کان الاستنجاء بالحجارة یجزئ عندهم یعنی اگرچہ استنجا
کرنا ساتھ پتھر کے جائز نزدیک ان کے فانهم استحبوا الاستنجاء بالماء پس تحقیق وہ مستحب کہتے
ہیں استنجا ساتھ پانی کے وبہ یقول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحق
اور ساتھ اسکے قائل ہے سفیان ثوری اور ابن المبارک اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحق پس
ان مفتی صاحبوں پر سخت افسوس ہے کہ ایسے کیسے اکابر اور بزرگان دین کو یہ لوگ گمراہ بتلاتے ہیں
کیونکہ یہ جملہ بزرگان دین پانی سے استنجا کرتے تھے اور فتوی دیتے جیسا کہ عبارت مذکورہ بالا
ترمذی سے بخوبی ظاہر ہوا اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے عن عائشة قالت
قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواك
واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء
قال زكريا قال مصعب ونسيت العاشرة الا ان تكون المضمضة زاد قتيبة قال وكيع انتقاص الماء
يعني الاستنجاء یعنی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا دس باتیں پیدائشی سنت ہیں ایک تو مونچھیں کترنا دوسرے داڑھی چھوڑ دینا اور
تیسرے مسواک کرنا چوتھے ناک میں پانی ڈالنا پانچویں ناخون کا کٹانا چھٹے پوروں کا دھونا (بالوں
کے اندر اور ناک اور کان کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا آٹھویں زیر ناف کے بال لینا۔
نویں پانی سے استنجا کرنا مصعب نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو۔ وکیع نے کہا
انتقاص الماء سے جو حدیث میں وارد ہے استنجا مراد ہے۔ اب ہم امام اعظم صاحب و دیگر علماء حنفیہ کے
اقوال سے استنجا کرنا ساتھ پانی کے اور افضل ہونا اسکا ثابت کرتے ہیں پنبۂ غفلت کانوں سے
نکالکر سنیئے۔ مولانا سراج احمد صاحب سرہندی اسی حدیث ترمذی مذکورہ بالا کی شرح میں ارشاد فرماتے
ہیں۔ ونزد امام ابی حنیفہ استنجا بآب افضل است در بحر الرائق نوشتہ است وغسله بالماء وافضل ای غسل
المحل بالماء افضل لانه قامع النجاسة والحجر مخفف لها فكان الماء اولى كذا ذكر الشارح الزيلعي
یعنی اور نزدیک امام ہمارے ابی حنیفہ کے استنجا کرنا ساتھ پانی کے افضل ہے۔ بحر الرائق میں لکھا ہے یعنی دھونا

اسکا ساتھ پانی کے بہتر ہو یعنی اور دھونا محل نجاست کا ساتھ پانی کے بہتر ہے اسواسطے کہ پانی دور
کرنیوالا نجاست کا ہو اور پتھر خشک کرنیوالا اسکا پس پانی بہتر ہے ایسا ہی ذکر کیا شارح دہلوی نے
اور شیخ الاسلام کہ بڑے اکابر علماء حنفیہ سے ہین شرح بخاری شریف کہ بلقب شیخ الاسلام مشہور
و معروف ہی فرماتے ہین و تصحیح کردہ اند آنرا ائمہ حدیث پس ظاہر شد کہ حکایت استنجا از قول صحابیت
و ثابت است از آنحضرت در صحیح روایت و این رد است بر کسیکہ مکروہ داشتہ استنجا کردن از آب انتہی
شیخ الاسلام شرح بخاری یعنی تصحیح کرتے ہین ائمہ حدیث پس ظاہر ہوا یہ حکایت استنجا قول
صحابی سے ہو اور ثابت ہوا آنحضرت سے بیچ صحیح روایت کے اور بیچ اسکے رد ہی اوپر اس شخص
کے کہ مکروہ کہتا ہے استنجا کرنا پانی سے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ جو ہندوستان مین
محمد حنفیون کے سرگروہ ہین اشعۃ اللمعات مین فرماتے ہین چون بول میکرد آنحضرت استنجا
می کرد بآب و وضو می ساخت یعنی جس وقت کہ پیشاب کرتے استنجا کرتے پانی سے اور وضو کرتے
اور فقیہ ابن اللیث سمرقندی جو بڑے اکابر علماے حنفیہ سے ہین تنبیہ الغافلین مین فرماتے ہین
وعن طاؤس عن ابن عباس فی قولہ تعالی واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی
جاعلک للناس اماما قال ابتلاہ بطھارۃ خمس فی الراس وخمس فی الجسد فاما اللذی فی الراس
فقص الشارب والمضمضۃ والاستنشاق والسواک وفرق الراس وفی الجسد تقلیم الاظفار والختان
ونتف الابط وحلق العانۃ والاستنجاء بالماء پس عبارت مذکورہ شرح بخاری شیخ الاسلام و شرح
ترمذی مولانا سراج احمد صاحب سرہندی و اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق صاحب و
تنبیہ الغافلین فقیہ ابو اللیث سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان بزرگان اکابر علماء حنفیہ مع امام اعظم
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساتھ بھی پانی سے استنجا کرنا افضل بلکہ مستحب ہے پھر بھی تم کو یہ فتوے
دیتے ہوئے شرم نہ آئی کہ پانی سے استنجا کرنا گمراہی ہے تبلا دیا۔ اور بزرگان حنفیہ کو مع امام
صاحب گمراہون مین داخل کیا۔ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔

قال حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنزھوا عن البول الخ یعنی بچو پیشاب سے یہ تحقیق
عام عذاب قبر کا پیشاب کے نہ بچنے سے ہے استنزھوا کی معنی پوری پاکی حاصل کرو اور پوری پاکی جب
حاصل ہو کہ ڈھیلا لو۔ ورنہ قطرہ کا خطرہ رہتا ہے فقط پانی کے دھونے سے تنزہ حاصل نہین ہوتا۔

اقول اے صاحب اہلحدیث سے آپکا مدعا یعنی ڈھیلے سے استنجا کرنا بعد پیشاب کے ہرگز ثابت نہین ہوتا علاوہ برین حدیث شریف سے آپ کو کیا علاقہ کیونکہ قول وفعل رسول پر عمل کرنا تو ہم محمدیونکا حصہ ہے۔ تم تو کنز قدوری درمختار وغیرہ کے گھونٹنے والے ہو ذرا غور کر کے ملاحظ فرمائیے اس حدیث کا خلاف انمین بخوبی موجود ہے۔ دیکھو پیشاب جانوران ماکول اللحم کو کسی کتاب مین نجاست خفیفہ اور کسی مین پاک لکھدیا ہے حالانکہ حدیث محررہ فتوی جو ثبوت مین لاتے ہو مطلق ہے عام پیشابون سے استنزاہ حاصل کرنے کو شامل ہے چنانچہ درمختار وغیرہ مین لکھا ہوا ہے کہ اگرچہ چہارم حصہ یا رچہ پوشیدنی کا پیشاب جانوران ماکول مین تر ہو جاے تو نماز ہو جاتی ہے وعفی دون ربع بدن وثوب ولو کثیرا دھو المختار یعنی معاف ہے تمام بدن اور چوتھائی سے کم اگرچہ کپڑا بڑا ہو اور یہی مختار ہے۔ اور آگے جاکر تو مفصل فرماتے ہین من نجاسۃ مخففۃ کبول ماکول ومنہ الفرس وطہارتہ عند محمد یعنی معافی ہے نجاست خفیفہ سے جیسے پیشاب جانوران ماکول اور اسی قسم سے ہے گھوڑیکا پیشاب ور جتنے جانور حلال ہین سکے پیشاب کو امام محمد نے طاہر کہا ہے پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ پیشاب سے نہ بچنے پر اگر عذاب قبر ہوگا تو یہ حصہ بنام نہاد حنفیون کا ہے کہ جو پیشاب کو نجاست خفیفہ اور پاک بتلاتے ہین نہ یہ کہ محمدیان عاملان بالحدیث کا اور یہ جواب فرماتے ہین کہ پوری پاکی جب حاصل ہوتی ہے کہ ڈھیلا لے ورنہ قطرہ کا خطرہ رہتا ہے یہ آپ کا محض وسواس ہے کہ ہم قول وفعل رسول اللہ مین عیب ظاہر کرتے ہو اجی صاحب اس آپکے قطرہ کے خطرہ کا علاج ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے کہ بعد وضو کے پانی اپنی شرمگاہ پر چھڑک لیا کرے چنانچہ امام احمد نے مسند کے اور حاکم نے مستدرک کے اور دارقطنی اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتانی جبرئیل فی اول ما اوحی الی فعلمنی الوضوء والصلوۃ فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفۃ من الماء فنضح بها فرجہ یعنی جبرئیل نے اسوقت کہ ابتدائی زمانہ نزول وحی کا تھا نزدیک میرے آئے پس مجھکو وضو اور نماز تعلیم کی پس جب کہ وضو سے فارغ ہوے تو ایک چلو پانی لیا پس چھڑکا اس پانی کو اپنی شرمگاہ پر۔ اور شیخ عبدالحق صاحب اشعۃ اللمعات مین فرماتے ہین وصحیح گشت کہ آب پاشیدن آنحضرت بعد وضو برائے دفع تطرق وسواس کہ اگر تری در ازار یافتہ شود در وسواس نیفتد

وحوالہ نگنند انزا آب کہ پاشیدہ بود دین سد طریق وسواس ست و تعلیم امت است بآن و الا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم معصوم و مطہر است از وسواس یعنی اور صحیح ہی کہ مراد چھڑکنا پانی کا ہی بعد
وضو کے واسطے دفع ہونے شبہ قطرے اور وسوسہ کے اگر تری ازار مین پائی جاوے تو وسوسہ
مین نہ پڑے اور حوالہ کرے اسکو ساتھ اس پانی کے کہ چھڑکا تھا۔ یہ امر بند کرنیوالا ہی راہ وسوسہ
کا اور تعلیم امت ہی سا تھا اُسکے و الا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور پاک تھے وسوسہ سے
کیا پسندیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جبرئیل مین کہ جو تعلیم امت کے واسطے آپنے
پسند فرمایا ہی آپکی پسند نہین ہی اور آپکے قطرے کے خطرے کو کافی نہین ہی۔ ہان مگر جبکہ
مخالفت سنت سے منظور ہو تو پھر کیون تمکو پسند ہوگا۔ خیر صاحبان ہم کو تو پسند ہی کیونکہ
ہم لوگ پابند قول و فعل پیغمبر صاحب کے ہین ہمکو تو دل و جان سے پسند ہی اگر تم کو پسند نہین
تو ڈھیلے اور پتھر و غیرہ سر پھوڑتے پھرو قبر مین جاکر معلوم ہوگا۔ ذرا در مختار کو انصاف سے دیکھو
قطرہ تو درکنار [illegible] یون فرماتے ہین کہ اگر درم کے برابر آدمی کا پاخانہ کپڑے پر لگا ہو تو معاف ہی
اور نماز ہوجاتی ہے وھو مثقال زنۃ عشرین قیراطا فی نجس کثیف لہ جرم و عرض و مقعر الکف
وھو داخل مفاصل الاصابع فی رقیق من مغلظ کعذرۃ آدمی یعنی درم بوزن ایک مثقال کہ یعنی
۲۰ قیراط کے گاڑھی نجاست سے جیسے آدمی کا گوہ معاف ہی اور طارمین تحت عبارت مذکور لکھا ہے
نجاست غلیظہ ایکدرم معاف ہی بعضون نے درم کے وزن کا اعتبار کیا ہی اور اگر تپلی ہو تو
مسافت کا اعتبار ہے مبتدعانی دونون قولون مین توفیق دی ہے اسطرح کہ اگر نجاست گاڑھی
ہی تو درم کے وزن کا اعتبار ہی اور اگر تپلی ہی تو مسافت کا اعتبار ہی۔

قال اور دوسری حدیث بخاری اور مسلم کی عبد اللہ بن عباس سے روایت کیگئی ہی کہ دو شخصون کو عذاب
قبر کا ہو رہا تھا آپنے فرمایا کان احدھما لا یستنزہ من البول یعنی تھا ایک ان دونون مین کا پیشاب سے
نہین بچتا تھا اور ایک روایت مین لا یستتر آیا ہی کہ نہین کھینچتا تھا ستر کو کہ قطرہ نکلجاوے اور باقی
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عذاب قبر پیشاب کے نہ بچنے سے ہوا پس جس بات پر کہ عذاب ہے اُس سے
جسطرح ممکن ہو بچنا واجب ہی اکثر یہ کہ فقط پانی کے دھونیسے قطرہ موقوف نہین ہوتا پس لینا
ڈھیلے کا ضروری ہوا ہو جب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب سے بچاو بہت کرد

اقول بس سے [illegible] اسے عقل تو بن اس حدیث اور اوپر کی حدیث کا ایک ہی مضمون
ہو یعنی تاکید ہو پیشاب سے بچنے کی اور پاکیزگی حاصل کرنے کی ڈھیلے اور پتھر کا آئین کہین نام ہو نشان
کیا قاعدہ آپکو معلوم ہو کہ جیسے بعضی آیت بعضی آیت کی تفسیر ہوتی ہو اسیطرح بعضی حدیث
بعضی حدیث کی تفسیر ہوتی ہو ان دونون حدیثون کی مفسر ایک تو وہ حدیث ہو ترمذی کی جو
بروایت حضرت عائشہ اوپر ذکر ہو چکی اور ایک حدیث ہو جو خود آپنے ثبوت مین تحریر فرماتے ہین
کہ ایک حدیث لا یستنزہ آیا ہو یعنی نہین کھینچا تھا ستر اپنے کو کہ قطرہ نکلجاے اور باقی نرہے کیونکہ
جسوقت پیشاب کو بھٹن کی طرح سونت نے تو بالکل قطرہ نہین رہتا یہ بھی سنت ہو آپ
ساجھون نے پہلے لفظ لا یستنزہ و لا یستتر کا مطلب تو سمجھ لیا ہوتا کہ موافق ہو یا مخالف بقول
شخصے مصرع چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی مگر یہ بات جب حاصل ہوتی ہو کہ جب
عقل ہو اول عقل نہین دوم دروغ گو را حافظہ نباشد۔ تیسری دلیل لیجیے عن ابی ایوب
وجابر وانس ان ہذہ الآیۃ لما نزلت فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین
یعنی روایت ہو ابو ایوب اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے یہ تینون اصحاب جلیل القدر روایت
کرتے ہین کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ بیچ اس مسجد قبا کے چند مرد ہین کہ دوست رکھتے
ہین یعنی مبالغہ کرتے ہین بیچ طہارت کے اور اللہ تعالی دوست رکھتا ہو مبالغہ کرنیوالون کو
بیچ طہارت کے اور مراد ساتھ اس گروہ کے انصار ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا معشر الانصار ان اللہ تعالی قد اثنی علیکم فی الطہور فما طہورکم قالوا نتوضأ للصلوۃ
ونغتسل من الجنابۃ و نستنجی بالماء قال فہو ذاک فعلیکموہ رواہ ابن ماجہ یعنی
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے گروہ انصار بدرستیکہ اللہ تعالی تحقیق تعریف
کرتا ہو اوپر تمھارے بیچ طہارت کے پس کیا ہو طہارت تمھاری اور کیونکر کرتے ہو اسکو
اور کیا مبالغہ کرتے ہو بیچ اسکے کہا گروہ انصار نے وضو کرتے ہین ہم واسطے نماز کے
اور غسل کرتے ہین ہم جنابت سے اور استنجا کرتے ہین پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے پس تعریف کرنا اللہ تعالی کا اوپر تمھارے بسبب اسکے ہو یعنی غسل بھی پانی سے
وضو بھی پانی سے اور استنجا بھی پانی سے کرتے ہو پس لازم پکڑو تم اسکو یعنی بطور لازمی ہمیشہ

پانی سے استنجا کرتے رہو. روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے علاوہ ازین احادیث مذکورہ بالا کے ہر مذہب کے عقلا و جہلا بالاتفاق اس امر پر متفق ہین کہ جو پاکیزگی اور صفائی پانی سے حاصل ہوتی ہو وہ صفائی کسی چیز سے حاصل نہین ہوتی۔

قال چنانچہ فردن ثلاثہ مین تعامل حضرت عمر کا ہو مصنف ابن ابی شیبہ مین منقول ہے عن یسار کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحایط او حجر ولم یمسہ ماء یعنی تھے حضرت عمر جب پیشاب کرتے لگاتے ستر اپنے کو ساتھ دیوار کے یا پتھر کے اور نہ لگاتے اسکو پانی۔

اقول. اے مفتیان صاحبان مین قسمیہ کہتا ہون کہ تم مین سے کسی نے ابھی تک اپنی آنکھ سے مصنف ابن ابی شیبہ کو نہ دیکھا ہوگا اگر اس اثر کی حقیقت آپکو معلوم ہوتی تو ہرگز اس سے استدلال نہ کرتے سچ ہے حبک شی یعمی ویصم یعنی محبت کسی شے کی اندھا اور بہرا کر دیتی ہے تو محبت تقلید نے تمکو اندھا اور بہرا کر دیا۔

افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس اے مفتیان صاحبان بالفرض والتقدیر اس اثر حضرت عمر مدلولہ تمھاری کو صحیح بھی مان لیا جاے تو آپکی تقلید اسوقت پوری ہو کہ جب آپ بھی بعد پیشاب کے ستر کو دیوار یا زمین سے لگا یا کرین. یہ ڈھیلا جو آپ لیتے ہین بموجب اس اثر حضرت عمر کے خلاف حضرت عمر کے کرتے ہین اور بعد ڈھیلے کے پانی سے جو دھوتے ہو یہ دوسرا خلاف حضرت عمر کا ہو کیونکہ ولم یمسہ الماء جو اخیر فقرہ اثر مذکور کا ہو صاف کہہ رہا ہے کہ صرف زمین اور دیوار کے لگانے پر کفایت کرتے اور نہ چھوتے تھے پانی کو اور آپ اپنے دعوی مین تحریر کر چکے ہین کہ پوری پاکی جب ہوتی ہو کہ پہلے ڈھیلا لے اور پھر پانی سے دھودے تو آپ کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بھی آدھی طہارت کرتے تھے اور ہمیشہ آپکے نزدیک بموجب اثر مدلولہ آپکے سب تو نہین مگر آدھے نجس حضرت عمر بھی رہے نعوذ باللہ من ذلک. ذرا سونچ سمجھ کے باتین کیا کرو بغیر سونچے سمجھے بات کرنا شیوہ نفاق ہو۔

قال اور حضرت نے فرمایا ہو علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی یعنی

میرے طریقہ کو پکڑو اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو پکڑو اور حضرت عمر خلفائے راشدین سے ہین حضرت عمر کا طریقہ پکڑنا ایسا ہوا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ پکڑنا اس سبب سے حنفیون نے ڈھیلا لینا اور اسکے بعد پانی سے دھونا عین سنت اسلام ہی۔

اقول بیشک یہ حدیث صحیح ہے مگر اسکے سمجھنے سے آپ صاحبون کے افہام قاصر ہین اور قیاس مع الفارق مفتی صاحب محررین فتوی تو علوم دین سے محض معرا ہین لیکن جن بتھو خیرا نے اس فتوی پر العبد کیے ہین وہ بالکل جاہل بلکہ اجہل ہین اے ناواقفان علم حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے یہان وہی پابندی سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہو کہ جس طرح خلفاء راشدین اسکے پابند رہے ہین اسیطرح تم بھی پابند سنت رہو نہ یہ کہ ان کا قول وفعل پیغمبر کی سنت ہو جاے باوجود موجود ہونے قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کیا آپکو نہین معلوم کہ جب کوئی فعل کسی صحابہ یا خلفاء راشدین سے خلاف سنت صحابہ دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے تھے چنانچہ مسلم شریف مین کئی حدیثین اس مدعا پر موجود ہین ایک دو بیان کیجاتی ہین عن عبد الرحمن بن یزید یقول صلی بنا عثمان رضی اللہ عنہ بمنی اربعۃ رکعات فقیل ذلک لعبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرجع ثم قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنی رکعتین وصلیت مع ابی بکر الصدیق بمنی رکعتین وصلیت مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بمنی رکعتین فلیت حظی من اربع رکعات رکعتان متقبلتان یعنی عبد الرحمن نے کہا نماز پڑھی ہمارے ساتھ حضرت عثمان نے منا مین چار رکعت اور کسی نے اسکا ذکر عبد اللہ بن مسعود سے کیا تو انھون نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منا مین دو رکعت پڑھی اور ابو بکر صدیق کیساتھ دو رکعت اور عمر ابن خطاب کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو مین امید کرتا ہون کہ چار سے دو ہی رکعت پڑھی ہوتین تو بہتر تھا شارح نووی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح مین بیان کرتا ہی کہ عبد اللہ بن مسعود کو یہ مخالفت حضرت عثمان کی

بری معلوم ہوئی اور حضرت عثمان کے فعل پر ایسا حسرت و افسوس کر کے انا للہ و انا الیہ
راجعون پڑھا کہ جیسی کسی عزیز کے مرنے پر پڑھتے ہین۔ اگر سنت خلفاے راشدین کے
یہ مراد ہوتی کہ خلفا کا قول و فعل خواہ موافق رسول الثقلین ہو یا مخالف و سنت ہی
ہے تو ابن مسعود جنپر تمام جہان کے حنفی اپنے مذہب کی بنیاد بتلاتے ہین کبھی افسوس
اور غم نہ کھاتے اور کبھی فعل خلفا پر ناراض نہ ہوتے۔ دوسری حدیث مسلم مین
اسطرح پر آئی ہے عن وبرة قال کنت جالسا عند ابن عمر رضی اللہ عنہما فجاء
رجل فقال ایصلح لی ان اطوف بالبیت قبل ان اتی الموقف فقال نعم فقال
فان ابن عباس رض یقول لا تطف حتی تاتی الموقف فقال ابن عمر رض فقد حج
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطاف بالبیت قبل ان یاتی الموقف فبقول رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان ناخذ او بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما
ان کنت صادقا یعنی وبرہ نے کہا کہ مین ابن عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا
اور کہا کہ کیا مجھے طواف کرنا قبل عرفات کے درست ہے ابن عمر نے کہا کہ ہان اُسنے
کہا کہ ابن عباس تو یون کہتے ہین کہ جبتک عرفات مین نہ جاے تب تک طواف نکر
ابن عمر نے کہا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف
کیا عرفات مین جانے سے پہلے تو رسول اللہ کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس کا اگر
تو سچا ہے یہ جو فرمایا ابن عمر نے اگر تو سچا ایماندار ہے یعنی اگر تو ایماندار ی
مین سچا ہے اور نبی پر یقین سچے طور سے رکھتا ہے تو رسول کا قول شریف ہوتے
ہوے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نکر ابن عباس ہون یا ان کے والد
عباس کیون نہون اس سے معلوم ہوا کہ رسول معصوم کا قول فعل ہوتے ہوے کسیکے
قول پر چلنا خواہ صحابہ ہون یا امام یا مجتہد یا کوئی پیر و مرشد وغیرہ یہ سچے ایماندارون
کا کام نہین ہے اور صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان تمتع یعنی عمرہ کر کے حلال
ہو جانے اور پھر از سر نو حج کے لیے احرام باندھنے کو منع فرماتے تھے حضرت علی وغیرہ
ان کے مخالف تھے بلکہ ترمذی مین ہے کہ عبد اللہ بن عمر بھی اس مسئلہ مین باپ کے

مخالف تھے کسی نے عبداللہ بن عمر سے اسی تمتع کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے جائز فرمایا پھر سائل نے کہا کہ تمھارے باپ (حضرت عمر) تو منع کرتے تھے اسکے جواب مین عبداللہ بن عمر نے کہا کہ بھلا اگر ایک کام کو پیغمبر خدا نے کیا ہو اور میرے باپ نے منع کیا ہو تو کہو رسول اللہ ص کا اتباع کیا جائیگا یا میرے باپ کا اور صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر پانی نہ ملنے کی حالت مین بھی جنبی کو تیمم کرنے سے منع کرتے تھے جسمین صحابہ انکے مخالف رہے بلکہ ان کی اس بات کو ائمہ مذہب سے بھی کسی نے قبول نہین کیا۔

تمام ہوا رسالہ حصول النقا باختصار

ختم الطبع

الحمد للہ کہ یہ رسالہ الجمرۃ مولفہ جناب فخر الحکما دام ظلہ جو مدت سے نایاب تھا دوسری مرتبہ طبع ہوا اور اسکے ساتھ بطور ضمیمہ خلاصہ رسالہ حصول النقا بھی طبع کیا گیا جو مولوی مبارک علی صاحب اہلحدیث کا رسالہ ہے اور پہلے مطبع انصاری مین چھپ چکا تھا مگر چونکہ اس رسالہ مین بھی کلوخ لینا بدعت عمری قرار دیا گیا ہے اسلیے بغرض فائدہ عوام و خواص بطور ضمیمہ طبع کیا گیا۔ جس سے امید ہے کہ ناظرین بہت مسرور ہون گے اور اس بدعت کو ترک کرین گے۔

اصل رسالہ مین ایک حرف کا تصرف نہین کیا گیا البتہ بغرض اختصار غیر ضروری باتین حذف کر دی گئین جن مین زیادہ تر وہ لن ترانیان تھین جو فرقہ احناف و اہلحدیث مین ہوا کرتی ہین بعض مطالب ایسے بھی ہین جو فرقہ شیعہ کے مخالف ہین مگر اُن سے اسوجہ سے تعرض نہ کیا گیا کہ مولف اسکا فرقہ اہلحدیث کا ایک عالم ہے اور اس فرقہ کے عقائد و حالات معلوم ہین۔

اس رسالہ کے طبع کی ایک خاص ضرورت یہ بھی تھی کہ رسالۃ الجمرہ نے چونکہ عام طور سے فرقہ اہلحدیث کی بنیاد کو ڈھیلی کر دی جس سے عوام و خواص کو بھی معلوم ہوگیا کہ ان لوگون کا دعوی یہ اتباع حدیث محض زبانی ہے ورنہ اصلی مذہب انکا دہی ہے

جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا اختراعی مذہب تھا۔ اسلیے بعض حضرات کو رسالہ کلوخ
سے ایک خاص طرح کی کاوش پیدا ہوئی جسپر چند مہمل اعتراض بھی بطور رسالہ کے
شایع کیے اور نام اسکا دمی الجمرۃ رکھا جسکا جواب بھی فوراً تحریر ہوا۔ مگر
بدانتظامی مطبع سے اسکے طبع کا سامان نہوسکا اسلیے مین نے اس رسالہ حصول
النقار مولفہ مولوی مبارک علی صاحب اہلحدیث کا خلاصہ شایع کیا۔ تاکہ فرقہ اہلحدیث
کو معلوم ہو اس کلوخ کا بدعت ہونا ایسا واضح امر ہے کہ خود علماے اہل حدیث
بھی اسکے قائل ہین اور مخصوص رسائل اس مادہ مین لکھ چکے ہین تو اصل مسئلہ
گویا محقق ہو چکا کلوخ لینا بدعت ہی اہلحدیث کے نزدیک بھی بدعت ہی
رہی وہ دریدہ دہنی جو رسالہ دمی الجمرۃ مین کی گئی ہے اور اسکے لائق
مصنف نے اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہی پس درحقیقت اس کا جواب یہی ہے کہ
کہ جواب نہ دیا جاے۔ مگر ناظرین مطمئن رہین کہ عنقریب وہ جواب بھی شایع ہوگا کیونکہ
اصل رسالہ مدت سے مکمل ہی اور اسکا نام الکمرۃ لرامی الجمرۃ ہی اس رسالہ مین تہذیب
و متانت کا خاص طور پر التزام کیا گیا ہے تاکہ تمام عالم کو فرقہ اہلحدیث
کی تہذیب بھی معلوم ہو اور اسکے ساتھ فرقہ حقہ شیعہ کا صبر و تحمل
بھی بہرحال چونکہ مقصود اصلی اس رسالہ کا خیرخواہی اہل اسلام ہی
کہ وہ کلوخ کو ترک کرکے پانی سے استنجا کرین جو سنت رسول اللہ
ہی لہذا تمام اہل اسلام سے ملتمس ہین کہ تعصب اور ضد
کو ترک کرکے حق کی طرف راجع ہون واللہ
بالغ امرہ واللہ یہدی من یشاء
الی صراط مستقیم

محمد حیدر

منیجر مطبع اصلاح

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

دفتر اصلاح ۱۳۲۲ھ سے قائم ہے جس سے ماہوار رسالہ اصلاح شایع ہوتا ہو سالانہ تھا۔ اس رسالے نے آجتک جو اسلامی خدمت کی ہے اور راہ حق کی ہدایت اوس سے کمتر لوگ ناواقف ہونگے۔ بفضل خدا اشاعت اسکی روز بروز ترقی پر ہے۔

الشمس بھی ماہانہ بابت ۱۳۲۳ھ سے دور رسالہ سالانہ پر شایع ہوتا ہے۔ اسکی غرض صرف تحریف قرآن سے بحث کرنا ہے [illegible] جلدین اسکی شایع ہو چکی ہیں اور تمام دنیا کو معلوم ہوگیا کہ فرقہ اہلسنت کو کسطرح کا واسطہ قرآن سے نہیں نہ اصول دین میں اوسکی متابعت کرتے ہیں نہ فروع دین میں یہانتک کہ نماز میں بھی [illegible] اور قرآن کو اگر نماز میں پڑہیں تو جسطرح کی چاہیں تحریف [illegible]

ان دو ماہانہ رسالوں کے علاوہ [illegible] کتب و رسائل اس دفتر سے شایع ہو چکے جنہوں نے حق کی حقیت تمام عالم پر ظاہر کردیا۔

ذوالفقار حیدری جلد اول [illegible] پوست کندہ حالات درج ہیں کہ قدرت خداداد
تشفی اہلسنت [illegible] آئمہ اطہار علیہم السلام
اور تمامی اہلسنت کی ناصبیت [illegible] اہلسنت کے شیعہ ہونگے [illegible] عاجز ہیں۔ اس تحقیقات سے لکھے گئے ہیں [illegible] ہے۔

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم رد فتح البوتوق من نکاح الفاروق جسمین اس عقد کی پوری تحقیق کیگئی ہے۔ رسالہ وضو جس سے اہلسنت کے وضو کا ابطال اور شیعوں کے وضو کا صحیح ہونا ایسی دلائل و بیان کئے گئے ہیں کہ بہت سے اہلسنت نے اسکے بدولت راہ حق کو قبول کیا۔ تبصرۃ المسائل۔ التسمیۃ۔ حکم الثقلین۔ مناظرہ ماجدیہ حصہ اول مقدمہ ترتیب و شرح نہج البلاغہ۔ تنقید بخاری حصہ اول۔ الجمرہ۔

شائقین فن مناظرہ کو ضروری ہے کہ ان کتابوں کو بغور دیکھیں اور سمجھیں کیونکہ زبان اردو سلیس میں ایسا ذخیرہ اور اس تحقیقات سے آجتک جمع ہوا ہے نہ آیندہ امید ہے۔

المشتہر
مہتمم الاصلاح کھجوہ [illegible] ضلع سارن

